

هوالمجاد

اندرون رساله عجايبت فزايش با جبين عال وفات خاتم النبیه
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ از واجد جمیع ارباب المیزان مستطوع

منبع الاحسن ان

ذکر وفای بنی الخیر الزمان

ولقد عاشق رسول خدا پیر و سنن پیر مقبول انس و جان
حافظ حاجی غلام محمد با و لعلی خان لکنوی سلمه اللہ تعالی

مطبع نامی لکنو میں طبع ہوا

۱۲۸۰ ہجری

فہرست منبع الاحزان فی ذکر وفات نبی آخر الزمان

مضمون

صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ -
۲	معانی آیہ کریمہ انک میت ارج کے بیان میں -
۴	بیان نزول آیہ کریمہ الیوم ارج اور سورہ اذاجاء کا ترجمہ الوداع میں -
۳	بیان میں اس بات کے کہ حضور کے حیات اور ممات میں کیا فرق ہے -
۶	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا ملک شام کے جانب فراق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں -
۷	واپس آنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ملک شام سے دیار محبوب میں -
۸	بیان حال وفات شریف -
۸	وصیت فرمانا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا -
۱۰	وفاے مغفرت فرمانا واسطے اہل بقیع اور شہداء سے اللہ کے -
۱۳	بیان مرض الموت میں -
۱۴	حکم فرمانا سرور عالم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا -
۲۱	بار دوم وصیت فرمانا امامت کو -
۲۲	مسواک طلب فرمانا سرور عالم کا وقت وصال کے اور ملنا العابدین حبیب رسول کا حبیب سے -
۲۴	نازل ہونا حضرت جبریل کا واسطے حیات کے جانب رب العزت سے -
۳۱	حاضر ہونا حضرت عزرائیل واسطے حصول اہوازت قبض روح پر فتوح کے -
۳۳	وصیت فرمانا ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کو رضوان اللہ تعالیٰ یوم القیام -
۳۴	نازل ہونا حضرت جبریل کا بشارت مغفرت امت مرحومہ لیکے -
۳۶	نازل ہونا ملائکہ اور آہل خضر کا بطریق تعزیت کے -
۳۷	حال زار ہونا عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم مفارقت میں -
۴۰	تجہیز اور تکفین وغیرہ کے بیان میں -
۴۲	بیان اولن آیات جو وقت دفن اور بعد دفن شریف کے مزار پر انوار سے ظاہر ہوں گی -
۴۸	خاتمہ کتاب -

بِسْمِ

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَحْمَدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی خُطٰبِهٖ وَلَوْلَا خِیْرَةُ خَدِیْرٍ اَنْتَ مِنَ الْاَوَّلِ وَهُوَ

سَخِیٌّ فِی قَبْرِہٖ وَعَلٰی اِلٰہِ وَخَلِیْبِہٖ

رسول اعظمی مسند نشین قلب تو مینے
معے گوہر والا نزاوجہ حسنینی
شفیع الامتی عالم نوازی قمر العینے

زہوشان حبیب سید مقبول کو مینے
نخستین جلوہ حسن قدیمی عالم آرا کو
محیط رحمتی دریا کو جو دمی سخن فیضی

انما الفون والفلاح لہدیک

مرہم بر دل خراب ہم وہ
ایک علیک تو صد سلام مرا

یا نبی اللہ السلام علیک

بسلام آدم جواب ہم وہ
بس بود جاہ و چشم مرا

اللہم صل وسلم وبارک علیہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے اپنی حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیت

ف سحانی یا کریمہ انک میت الخ کے بیان میں

ت بیلین ترفال یک کریمہ الیوم ملک الخ اور سورہ اذہا جابرہ حجۃ الوداع میں

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَنْتُمْ مَيِّتُونَ تم ایک میت ہو اور وہ سب یعنی خلق ایک میت ہیں
 اللہ تعالیٰ نے اس آیہ شریفہ میں حضور کی وفات شریف کو علیہ و آلہ و سلم ہمارے
 سب کی موت کو جہد اذکر کیا تاکہ ظاہر و باہر ہو کہ حضور کی وفات ہمارے ہی موت نہیں ہے
 جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت ہمارے ہی خلقت نہیں ہے اگر حضور کی وفات
 ہمارے ہی موت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس مقام پر لفظ موت کو دو جا پر نہ ارشاد کرتا فرمادیتا کہ تم
 اور وہ سب میت ہیں اسمیں کلام مختصر ہوتا اور کلام کا مختصر ہونا فصاحت ہے اور اللہ تعالیٰ
 اس کتاب پاک کو کمال فصاحت پر نازل کیا ہے پس ہر مانا لفظ میت کا بعد اِنَّكَ کو صاف
 ظاہر کرتا ہے اس مدعا کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا مضمون کچھ اور ہی ہے
 علمائے محققین کے نزدیک حضور کی وفات کا مضمون اس قدر ہے جیسی بادشاہ عادل و پارس
 عام میں امورات رعایا کی اصلاح ہر نوع کی کر کے تخلیہ کرے اپنی آسائش کی واسطے اور اپنی
 حصول لذائذ میں مصروف ہو مگر اس وقت بھی بسبب شان عدالت اور رحمت کے
 رعایا کی طرف اس کو ایک نوع کی توجہ رہتی ہے لیکن اس وقت میں سب خواص ہر ایک
 باریاب نہیں ہو سکتا ہے اس طرح جناب سید عالم کی حیات ظاہری دربار عام تھا حضور نے
 اوسمیں ہمارے ہر قسم کی اصلاح فرمائی اور راہ راست ہم کو خدا کے ملنے کی تعلیم کی جب سب
 کام امت کو پورے کر دیے تو حجۃ الوداع میں اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی خبر دی یعنی یہ آیہ
 کریمہ نازل کی اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ تا آخر آیہ یعنی آج کے دن ہم تمہاری دین کو
 کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا جناب سید عالم اور بعض خواص صحابہ سمجھ گئے کہ اب
 دین پورا ہو چکا زمانہ آپ کو پردہ کرنے کا قریب آگیا اور جناب الہی نے اوسے ایام حج میں تمام
 مناسک سورہ شریفہ اِجَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کو نازل فرمایا اس سورہ پاک کا مضمون یہ

جب آگئی مدد اللہ کی اور فتح اور یکما تمیز آدمیوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں لشکر کے لشکر پس تسبیح کرو تم ساتھ اپنی رب کی حمد کی اور استغفار کرو تحقیق وہ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے خوب ظاہر کر دیا کہ تمہارے ظاہر کر رہی غرض تھی دین حق کا ظاہر کرنا اور پس لانا وہ غرض پوری ہو گئی دین پھیل گیا اور لاکھوں آدمی مسلمان ہو گئے اور عظمت اور شوکت اسلام کا حقہ ظاہر ہو گئی اب اللہ کی عبادت میں مشغول رہو یہ اشارہ ہے اسکا کہ اب تخلیہ کرو چونکہ جناب سید عالم سچے عاشق ہیں اللہ کے مثل آپ کو کوئی خدا کا عاشق نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے ثابت ہے کہ خدا کے دوستوں کو جو سچ ہیں موت کی تمنا ہوتی ہے اس واسطے کہ انہیں جہاد ہو کر محبوب سے ملنا ہو کہ کوی پسند ہوتا ہے جناب سرور عالم چونکہ سردار ہیں اللہ کے دوستوں کے اور سید الصادقین ہیں لہذا حضور نے ہی آخرت کو پسند کیا اور تخلیہ فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے حیات دینا میں زندہ تھے اور تھے وہ اس کے آریہ کریمہ و لا آخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہر آن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی مذاہج ہے مضمون کمی حضور کی نسبت میں ہوں نہیں سکتا اس واسطے کہ صریح خلاف ہے آیہ موصوفہ کی البتہ اس قدر مضمون ہے کہ آپ بسبب تخلیہ کے بجز اخص الخواص کے ہر ایک حضور میں باریاب نہیں ہو سکتا ہے اور نیز جناب سرور عالم کو خدا کی یاد میں استغراق غالب ہے اور یہ کیفیت معلوم ہوتی ہے جو نزول وحی کی وقت ہوا کرتی تھی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل و شرف میں نہ پایا ہے مشکوٰۃ شریف میں بسند ابو داؤد و بیہقی کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے کوئی سلام بھیجنا والا مجھ پر مگر میری دعا ہے اللہ روح میری یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں سلام کر پوچھو اللہ کو سلام کا

و بیان میں اس بات کے کہ حضور کی حیات اور عبادت میں کیا فرق ہے

مراد یہاں روح کے پھیر و پھرتی ہے کہ بعد وفات شریف کے سرور عالم بجمع الوجوہ مشاہد
 الہی میں مستغرق ہیں جب کوئی امتی صلوٰۃ و سلام عرض کرتا ہے اس وقت بجا بارت الہی
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور سلام کا جواب ارشاد فرماتے
 ہیں اور اگر مراد اس سے زندگی بعد موت کے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی تعد
 موت لازم آوے اور یہ صریح خلاف ہر قرآن مجید کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ سود خائز
 مومنین کے وصف میں ارشاد فرماتا ہے لَا یَذُوقُونَ فِیہَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولٰی
 نہ چکھیں گے کچھ اس جہان کے موت سوا پہلی موت کے تفسیر یہ ایک میں مَوْتَةَ الْأُولٰی
 کی تفسیر میں لکھا ہے وہ موت کہ چکھ چکے ہیں اس کو دنیا میں یعنی سوا اسے اس موت کے
 جو دنیا میں ہو چکی دوسری موت اونکو نہوگی پس جب مومنین کیواسے اس موت دنیا کی
 دوسری موت نہیں ہے تو جناب سید عالم کی نسبت میں کب یہ ممکن ہے اور شیخ محدث
 دہلوی نے اس حدیث کے ترجمہ میں لکھا ہے اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ مضمون مخالف
 حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نزع میں اس واسطے کہ پھر ناروح کا آنحضرت پر
 سلام کیوقت میں ولالت رکھتا ہے مفارقت روح پر حضرت صلی اللہ وسلم کے جسم شریف سے
 بعض اوقات ہیں اور جواب تیور میں علماء امت کہ مراد عود روح سے نہ عود کرنا اسکا ہر
 بیج بدن کے بعد مفارقت کے بلکہ افاقہ اور توجہ اسکا ہے اس عالم کی طرف اور سنا
 صلوٰۃ اور سلام امت کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہیں ہر نزع میں احوال
 ملکوت کے ساتھ اور مستغرق ہیں مشاہدہ رب العزت میں جیسا کہ دنیا میں حالت وحی
 میں ہوتی تھی پس تعبیر کی گئی افاقہ آنحضرت کی اس مشاہدہ اور استغراق سے ساتھ
 روح کے جیسا کہ حدیث معراج میں واقع ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی السجۃ

ہو امین و حالیکہ ہون میں مسجد حرام میں پس یہ بیدار ہونا افاقہ اور نکلنا ہے اوس عالم کو مشاہدہ سے نہ خواب سے جاگنا اسو اسکو کہ معراج خواب میں نہ تھا اوپر مذہب حق کے اور نیز حیات انبیاء صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اور وادنی روح کا بعد افاقہ موت کو ہے ایک بار سلامتہ جاری ہونے سنت الہی کے اور بعد اسکو کوئی زمانہ خالی نہیں ہے اور مفارقت روح کی اور صلوٰۃ اور سلام امت سے بچنا اور سکامرۃ بَعَثَ لَآخِرَیْہَا مکر عذاب کرنے میں داخل ہے واجب ہو نیز پیوستہ عزت اور کرامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس سے پس چاہیے کہ ہمیشہ حیات میں رہیں ختم ہو اکلیم شیخ کا اور بیان حیات سرور عالم کا رسائل میلاد شریف میں ہو چکا ہے بدین وجہ بیان اسبقہ پر اکتفا کی اور نبی کریم چونکہ ہمارے اوپر رؤف اور رحیم ہیں لہذا ہر فعل حضور کا ہمارے واسطے سبب فلاح اور نجات ہو جیسا کہ تشریف آوری نبی کریم ہمارے حق میں رحمت اور خیر ہے کہ کمالا ہم کو ظلمت سے اور پنیچا یا نور کی طرف اور کہول یہ ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازہ اور ہر طرح کا سامان نجات کا ہمارے واسطے جمع کر دیا اسبطر سے وفات فرمانا بھی حضور کا ہمارے حق میں رحمت ہے تاکہ اوس عالم میں بھی امت گنہگار نہ ہو واسطے راحت کو اسباب مہیا فرماوین چنانچہ حدیث شریف ہے صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی ہے کہ فرمایا اونہوں نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائیں نے کہ فرماتے تھے کہ جس شخص کے میری امت سے دو فرط ہوں گے یعنی دو لڑکے نابالغ اسکو مرے ہونگے اللہ تعالیٰ اسکو اوٹو اور بھٹو بہشتین داخل کریگا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ جس کا کوئی فرط نہ ہو اسکا کیا حال ہوگا فرمایا حضور نے میں فرط ہوں اپنی امت کا ہرگز مصیبت رسیدہ ہونگے مثل میری مصیبت کے یعنی میرے فراق سے زیادہ کوئی غم اوٹو واسطے نہیں ہے

اور فرط اوسکو کھترہین کہ جس کو قافلہ سے آگے روانہ کر دیں تا کہ منزل پہنچا کر قافلہ کے واسطے
سامان مہیا کرے اور نیز حسب طرح ولادت با سعادت کی مسرت سبب نجات ہو عذاب آخرت ہو واسطہ
واقعہ جانکاد وفات حضرت نبوی کو یاد کر کے رونا اور اندوہناک ہونا بھی باعث مغفرت ہو چنانچہ
مروی ہے کہ بعد وفات جناب سید کائنات کے ایک جماعت صحابہ نے اس سبب کمال حزن کے
سکونت مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا اور نسو بے جمال با کمال محمدی مدینہ دیکھا انگیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بھی جانب شام سفر کا ارادہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر تم ہمیں رہو اور جو کام حضرت
زمانہ میں کرتے تھے اوسیکاشغل کرو تو بہتر ہے بلال نے کہا مجھ کو تمہل نہیں ہے کہ بے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے یہاں رہوں اگر تمہی مجھ کو اس واسطے آزاد کیا ہے کہ دنیا میں کوئی نفع تم کو مجھ سے پہنچے جو خدمت
تم کو اوسکو میں بجالاؤں اور اگر مجھ کو بطمع ثواب اخروی آزاد کیا ہے تو مجھ کو خدا پر چھوڑ دو صدق اکبر
روزی لگو اور فرمایا میں تم کو بطمع ثواب آزاد کیا ہے اور اوسکو دنیا میں نہیں چاہتا ہوں حضرت بلال شام کو
تشریف لیگو اور مدت تک وہاں رہے ایک مرتبہ جناب سید عالم کو خواب میں دیکھا حضور فرمایا
عاشق نوازی فرمایا ابے بلال تو نے مجھ پر جفا کی اور میرے جوار سے چلا گیا اب قصد میری زیارت کا
کر بلال خواب سے بیدار ہوئے اور شوق زیارت میں مدینہ کو چلا اوس زمانہ میں جناب سید عالم علیہما السلام
نے بھی انتقال فرمایا تھا جب حضرت بلال مدینہ میں پہنچے ہر شخص سے جو ملتا تھا احوال اہلیت نبوت کا
پوچھتے تھے لوگ کہہ دیتے تھے کہ علی مرتضیٰ اور حسین اور ازواج مطہرات سب لوگ خیریت میں ہیں اور جناب
سید عالم کوئی نکتہ نہ تھا جب حضرت بلال آستانہ نبوت پر پہنچے حسنین علیہما السلام سے ملاقات
ہوئی صاحبزادگان والا تبار کو سلام عرض کیا اور مراتب تعظیم ادا کیے اور خیریت بتایا اب سید
نبوت رسول اللہ دریافت کی شاہزادہ کے روزی لگو اور فرمایا اللہ تجھ کو اجر دے محبت فاطمہ کا اونٹ
بھی اس عالم فانی سے انتقال کیا حضرت بلال یہ سنکر بہت روئے اور کہا اے جگر گوشہ رسول

ن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کرامت کرنا شہد کجایں فراق سرور عالم صلعم میں
نہا پس آقا حضرت بلال رضی اللہ عنہ شہد کجایں فراق سرور عالم صلعم میں

گسقد چلے پھر بزرگوار سے مل گئیں اور نقل کرتے ہیں حضرت بلالؓ میرا دیکھو جس دوستوں نے
استدعا کی کہ وقت نماز ظہر کا آگیا ہے کیا خوب ہو اگر تم اذان کہو اور اس بارہ میں بہت الحاح اور
مبالغہ کیا حضرت بلالؓ مسجد نبویؐ کی چھت پر چڑھے اور اذان کہی اہل مدینہ جمع ہوئے تاکہ
اذان اونکی سنیں جب اونہوں نے اشد اکبر کہا مدینہ منورہ کے سب گھروں سے شور و فغان
بلند ہوا جب اہم مقام پر پہنچے اشد ہکد اَن مُحَمَّدًا الْوَسُوْلُ اللہ مدینہ مطہرہ میں کوئی متنفس نہ تھا جو نہ بیا
اور آہ و فغان نہ کی تاکہ لڑکیاں گھروں سے نکل آئیں اور رونے لگیں اور وہ دن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات شریف کا دن ہو گیا حضرت بلالؓ نے جب اذان سے فراغت کی فرمایا اہل لوگوں
بشارت ہو تم کو جو آنکہ حضرت سرور عالم کو روئین گی آتش و زرخ کو نہ کیمن گی صاحب فضا الاحباب
اس وایت کو لکھ کر لکھا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ فضیلت حضرت سید عالم کے اہل زمان کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے بلکہ یہ امیدواری ہے کہ تمام امت اجابت قیام قیامت تک جو حضور کی وفات شریف
نگمگین ہوں گے اور درد فراق نبویؐ سے گریہ و زاری کریں گے اس حکم میں داخل
ہوں گے یعنی اس غم جانکاہ کیوجہ سے سورہ فہر سے عذاب جہنم و نجات پائیں گے اس واسطے کہ وفات حضور تمام
امت کی واسطہ صیبت ہو جیسا کہ اوپر حدیث و ثبات ہو چکا ہے اللہ صل و سلم و بارک علیہ جب
معلوم ہو چکا کہ فراق نبویؐ میرا بھی سبب نجات ہو تو اب کس قدر حال پر بلالؓ وفات جناب سے موجود
مختصر بیان ہوتا ہے وہی ہے کہ جب سورہ اذہار نازل ہوئی سید عالمؐ جبریلؑ سے فرمایا گویا مجھ کو آگاہ
ترتے ہیں کہ اس عالم کو چوڑا چاہیے جبریلؑ نے کہا آپ غمگین نہ ہوں وَلَآ اُخْرِجُ خَیْرًا لَّكَ مِنْ اَمْرِکَ
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آخر بہتر ہے آپ کو واسطے اول میرا اور جناب سید عالمؐ نے اس وقت میرا آخرت
میں کوشش اور اجتہاد حدیث زیادہ کیا اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد
نازل ہونے سورہ اذہار کے یہ کلمات بہت فرماتے تھو سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ عَفِّرْ لِيْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ

التَّحِيْمُ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کلمات کیوں بہت فرمایا کرتے ہیں ارشاد کیا آگاہ ہو
 مجھ کو عالم بقائین بلایا ہے اور رونے لگو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ موت سرور تے ہیں
 مالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہر لیغفر اللہمّا آتقدّم من ذنبتک و ما تأخر حضور نے فرمایا
 فاین حول المظلم و این ضیق القبر و ظلمة اللحد و این القيمة و الہموال یہ ارشاد حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا واسطے تنبیہ امت کو تھا کہ یہ یقینان اور بلائیں پیش آنے والی ہیں اور سرور تے دنیا چاہیے
 اور نیز خوف علامت ہر خدا کی شناخت کی جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ
 خود قرآن مجید میں فرماتا ہے ڈراتے ہیں اللہ سے اور سکر بند و نہیں سے جانور و الوہین عبد اللہ ابن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضرت سرور عالم نے وفات شریف سے ایک مہینا پیشتر ان ہی قاصد
 خبری خواص صحابہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں بلایا جب نظر مبارک ہم لوگوں پر پڑی
 رونے لگو اور یہ گریہ حضور کا سبب کمال رحمت اور شفقت کے تھا صحابہ پر اس تصور سے جو شدت الم
 فراق حضور سے ان کو پیش آنیوالا تھا اور اس وقت فرمایا مہربان ہو تم کو اور زندہ رہ کر اللہ تم کو ساتھ لے کر
 جمع کرے تم کو اللہ رحم کرے تم کو اللہ نگاہ رکھو تم کو اللہ دوست اور پورا کرے تم کو اللہ جگہ دے تم کو اللہ
 سلامت رکھو تم کو اللہ رزق دے تم کو اللہ فرمایا ہے شیخ نے مدارج میں کہ یہ دعا اگرچہ بظاہر صحابہ کی جانب
 متوجہ ہے کہ حضور میں حاضر تھے لیکن حقیقت میں تمام امت کو شامل ہوگی اور تمام خطابات شرع کا
 یہی حکم ہے الغرض بعد دعا کے فرمایا رسول کریم نے وصیت کرتا ہوں میں تم کو تقویٰ کی اور خدا سے
 ڈرنیکی اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اپنا خلیفہ کرتا ہوں اور ڈالتا ہوں میں تم کو اللہ تعالیٰ کو عتاب سے
 اور میں اس کی طرف سے ڈرانے والا ہوں تم کو چاہیے علو اور عتوا اور تکریم اللہ تعالیٰ پر اور سکر بندوں
 اور ملکوں کو درمیان میں نہ کرنا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اَلَّذِیْنَ اَلَّوْاْ اٰخِرًا لَّیَجْعَلَنَّ
 اَلَّذِیْنَ لَا یُوْنِدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فُسَادًا وَاَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ یعنی اس دار آخرت کو کیا ہے

فدیت فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۰
 ۸۰
 ۷۰
 ۶۰
 ۵۰
 ۴۰
 ۳۰
 ۲۰
 ۱۰
 ۰
 ۱۰
 ۲۰
 ۳۰
 ۴۰
 ۵۰
 ۶۰
 ۷۰
 ۸۰
 ۹۰
 ۱۰۰
 ۱۱۰
 ۱۲۰
 ۱۳۰
 ۱۴۰
 ۱۵۰
 ۱۶۰
 ۱۷۰
 ۱۸۰
 ۱۹۰
 ۲۰۰
 ۲۱۰
 ۲۲۰
 ۲۳۰
 ۲۴۰
 ۲۵۰
 ۲۶۰
 ۲۷۰
 ۲۸۰
 ۲۹۰
 ۳۰۰
 ۳۱۰
 ۳۲۰
 ۳۳۰
 ۳۴۰
 ۳۵۰
 ۳۶۰
 ۳۷۰
 ۳۸۰
 ۳۹۰
 ۴۰۰
 ۴۱۰
 ۴۲۰
 ۴۳۰
 ۴۴۰
 ۴۵۰
 ۴۶۰
 ۴۷۰
 ۴۸۰
 ۴۹۰
 ۵۰۰
 ۵۱۰
 ۵۲۰
 ۵۳۰
 ۵۴۰
 ۵۵۰
 ۵۶۰
 ۵۷۰
 ۵۸۰
 ۵۹۰
 ۶۰۰
 ۶۱۰
 ۶۲۰
 ۶۳۰
 ۶۴۰
 ۶۵۰
 ۶۶۰
 ۶۷۰
 ۶۸۰
 ۶۹۰
 ۷۰۰
 ۷۱۰
 ۷۲۰
 ۷۳۰
 ۷۴۰
 ۷۵۰
 ۷۶۰
 ۷۷۰
 ۷۸۰
 ۷۹۰
 ۸۰۰
 ۸۱۰
 ۸۲۰
 ۸۳۰
 ۸۴۰
 ۸۵۰
 ۸۶۰
 ۸۷۰
 ۸۸۰
 ۸۹۰
 ۹۰۰
 ۹۱۰
 ۹۲۰
 ۹۳۰
 ۹۴۰
 ۹۵۰
 ۹۶۰
 ۹۷۰
 ۹۸۰
 ۹۹۰
 ۱۰۰۰

ہمیں ایسے لوگوں کو واسطے کہ زمین میں اپنی بڑائی اور فساد نہیں کرتے ہیں اور عاقبت پر سیرگاہوں کی سطر
 ہے اور فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اَللّٰسَ فِی جَهَنَّمَ مَثْوٰی لِّلَّتْ کَیْرٌ یَّعْنٰی تکبر کرنے والوں کی جگہ جہنم میں
 ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کی وفات کب ہوگی فرمایا زمانہ فراق
 قریب پہنچا ہے اور وقت پھرنے کا جانب خدا اور سدۃ منتہی اور حبت ماویٰ اور رفیق اعلیٰ کو
 قریب آتا ہے عرض کیا ہمیں یا رسول اللہ غسل آپ کو کون دے فرمایا مردان اہلبیت میرے اور
 وہ شخص جو مجھ سے قربت رکھتا ہے عرض کیا ہمیں یا رسول اللہ کس کی پڑیا آپ کو کفن دین فرمایا
 اس جگہ میں جو میں پہنچوں اور اگر چاہنا جاوے مصری یا حاتمینی یا حاتمہ سفید کا کفن دینا پوچھا ہم نے
 یا رسول اللہ نماز آپ پر کون کون پڑھے اور ہم لوگ رونے لگے جناب سید عالم ہی رو دیے اور
 فرمایا صبر کرو اور گریہ و زاری نہ کرو رحمت کرے خداے تعالیٰ تم پر اور تمہارے گناہ بخشے اور جزا
 خیر دے تم کو تمہارے رسول کی طرف سحر جب مجھ کو نہلا کر کفن پہنا میری قبر کے کنارہ اس گھر میں
 مجھ کو رکھ دینا اور تھوڑی دیر کنیواسطے باہر چلے جانا پھر سب سے میرا دوست جبرئیل مجھ پر نماز پڑھکا
 بعدہ میکائیل اوسکو بعد اسرافیل اوسکو بعد ملک الموت ایک بڑے گروہ ملائکہ کے ساتھ اور ایک
 روایت میں ہے کہ اول میرا رب مجھ پر نماز پڑھے گا یعنی اپنی رحمت خاص بھیجے گا بعدہ جبرئیل وغیرہ
 بہ ترتیب مذکورہ بعد اوسکو تم لوگ گروہ گروہ آکر نماز پڑھنا اور مجھ کو اندینا ساتھ فرماؤ اور نوحہ کرو اور
 چاہیے کہ ابتدا سے نماز مجھ پر مردان اہلبیت میرے کریں بعدہ زنان اہلبیت نماز پڑھیں بعد اوسکے
 کل صحابہ اور جو میرے یا مجھ سے غائب ہیں اون کو سلام پہنچاؤ اور جو شخص میرے دین کی پیروی
 کرے اور میری سنت کی متابعت کرے اوسکو بھی میرے جانب سے سلام پہنچانا

بر تو ہم ہر اکل و اصحاب تمام

صد سلام از ماہر دم صبح و شام

یک علیک از تو صد سلام مرا

بس بود جاہ و احتشام مرا

اور وہی ہے کہ نبی کریم ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا جبریل سے دورہ کرتے تھے سال وفات میں
 حضور نے دو مرتبہ پڑھا اور ہر سال رمضان شریف میں ایک عشرہ اعتکاف فرماتے تھے اور اس
 سال رمضان میں دو عشرہ اعتکاف کیا اور نماز پڑھتی حضور نے شہداء اور احد پر شہادت کی انہ
 بعد یعنی اونکو واسطے دعائے مغفرت کی بعدہ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں تمہارا فرط
 ہوں یعنی آگے چلنے والا تمہارا اور گواہ ہوں تم پر اور تمہاری جاسے وعدہ تو فرماتے تھے اور میں اسکو
 دیکھتا ہوں درحالیکہ یہاں کھڑا ہوں اور دی گئی ہیں مجھکو کنجیان زمین کی یہ اشارہ ہر فتح بلا و کسب
 اسی واسطے بعد اسکو فرمایا میں اس امر سے نہیں ڈرتا ہوں کہ تم بعد میرے مشرک ہو جاؤ گے
 لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم کو دنیا کی طرف رغبت نہ ہو جاوے اور ہلاک نہ ہو اور فتنہ میں نہ چلاؤ
 اور اسی سال آخر ماہ صفر میں سید عالم مامور ہوئے کہ اہل بقیع کیواسطے دعائے مغفرت کریں
 چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب کو حضور میرے گھر میں
 تھے اور میں سوتی تھی جب بیدار ہوئی حضرت کو جامہ خواب میں نپایا میں بھی حضرت کو پیچھے
 باہر نکلی دیکھا میں نے کہ سید عالم بقیع میں تشریف لیگے اور فرمایا السلام علیکم دار قوم مومنین
 تم ہمارے واسطے پیش رو ہو اور ہم تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ میرے نہ حرام کر
 ہم پر اور نکاحا اور نہ فتنہ میں ڈالنا ہم کو اور نہ بعد اے اللہ میرے بخشیدے اہل بقیع کو اور میرے
 سولائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو
 مجھ کو جگایا اور فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اہل بقیع پر جاؤں اور اونکو واسطے مغفرت مان گوں
 اور مجھ کو بھرا لیا اور اہل بقیع پر تشریف لیگے اور بہت دیر تک کھڑے رہے اور دعائے مغفرت
 پڑھی اور اسقدر اونکو واسطے دعا کی کہ مجھ کو آرزو ہوئی کہ کاش میں بھی ان اہل قبور میں سے ہوتا
 تاکہ شرف اس دعا کا پاتا اور اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوارا ہوں تم کو وہ

دعائے مغفرت فرماتا واسطے اہل بقیع اور شہداء اور احد کے

نعمتیں جنہیں تم ہو اور دور ہواؤں فتنوں سے جس میں لوگ ہیں اور نجات دی ہے اور خلاص کیا ہے تم کو خدا نے اس سے تحقیق پیش ہیں لوگوں کو فتنہ مثل شب تاریک کی ٹکڑوں کے اور آخر اسکا اول سے متصل ہوا اور آخر اوں فتنوں کا بدتر ہے اول سے بعدہ راوی کہتے ہیں کہ حضور نے مجھ کو فرمایا اے مویہ کہ کنجیان دنیا کی خزانوں کی میرے سامنے پیش کی گئیں اور مجھ کو اختیار دیا اس میں کہ چاہوں دنیا میں ہمیشہ رہوں اور بعد اسکی جنت میں جاؤں اور چاہوں لقاے خدا حاصل کروں اور بعدہ بہشت میں جاؤں مینی عرض کیا میرے مان باپ آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ آپ خزان دنیا اور اسکی بقا کو اور بعدہ بہشت میں داخل ہونیکو اختیار کریں فرمایا نہیں مینی اپنی رب کی لقا کو اور بہشت کو اختیار کر لیا اور جب حضور وہاں پہنچے بیمار ہوئے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ماؤنہوں نے کہ ایک روز رسول کیم بقیع میں تشریف لائے اور فرمایا کاش دیکھتا میں اپنی بہائیوں کو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو بہائی نہیں ہیں فرمایا تم میرے اصحاب ہو بہائی میرے وہ ہیں جو بعد میری آؤنگے اور وہ پیدا نہیں ہوئے ہیں میں اور کافر طہوں حوض پر عرض کیا گیا یا رسول اللہ جو لوگ آپ کو بعد آؤنگے اور انکو آپ نہیں دیکھا ہے قیامت کون آپ انکو کیونکر پہچانیں گے فرمایا میں ایک شخص کے پاس سیاہ گھوڑی ہوں اور دوسرے کے پاس ایسی گھوڑی ہوں کہ ہاتھ پاؤں اور پیشانی انکی سفید ہوں تو وہ اپنی گھوڑوں کو نہ پہچانیں گے اور فرمایا او نہیں گے میری امت کے لوگ قیامت کون سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پیر آثار وضو یعنی منور و تابان ہوں گے انکو چہرہ اور ہاتھ اور پاؤں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شب کو حضور یا مور ہوئے کہ بقیع میں باکر اہل بقیع کی واسطے دعا سے مغفرت کریں حضرت تشریف لیگے اور دعائے مغفرت کی اور پلٹ آئے اور استراحت فرمائی پھر حکم ہوا کہ بقیع میں جا کر انکو واسطے استغفار کرو مجھ

سید عالم و مان تشریف لیگے اور دعا کی اور پلٹ آئے اور آرام فرمایا پھر حکم ہوا کہ صبا و شہداء
 احد کیواسطے دعائے مغفرت کرو حضور و مان تشریف لیگے اور شہداء اُسے احد کیواسطے دعا کی
 اور جب و مان سے پلٹ کر دولت سر اس پر تشریف لائے اور دعا اور دواع احیا اور اسوات سر
 فانی ہوئے دروسر لاحق ہوا سوال کیا ہے علمائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرزند و کو
 جو نصائح فرمائے اور انکے حق میں دعا کی اور کلمات و دواع فرمائے اسکا سبب ظاہر ہے
 حضور اس عالم سے پردہ کرتے تھے اسوات کرو دواع کرنے میں اور انکے حق میں دعا کرنے میں کیا
 حکمت تھی اسواسطے کہ وہ بھی عالم برزخ میں ہیں اور حضور بھی اوسے عالم میں تشریف لیجاتے تھے
 جواب اسکا یہ دیا ہے کہ جیسا جنت میں مقام حضور اعلیٰ اور ارفع ہے کہ وہ سر اسواسطے قلم پر
 پہنچ نہیں سکتا ہے اسی طرح عالم برزخ میں ہی مقام حضور کا اعلیٰ اور ارفع ہے کہ کسی کو
 و مان رسائی ممکن نہیں ہے اور نیز زمانہ وفات میں حضور کو استغراق خدا کی یاد میں غالب ہے
 لہذا ایک نوع کا پردہ اسوات سر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اسواسطے کمال کرم سر
 انکو بھی دواع کیا اور انکو واسطے بھی دعائے غفرت بکرات فرمائی اللہم صل وسلم و بارک
 علیہ نبی نبی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سر وی ہے کہ جب سید عالم بقیع سے
 تشریف لائے مجھ کو دروسر تھامین نے کہا و ارا اسآہ حضرت سرور عالم نو فرمایا بے لانا کا آہ
 و ارا اسآہ یعنی بلکہ مجھ کو دروسر لاحق ہوا ہے اور میں کہتا ہوں خدا را اسآہ اور حضور نے
 میری تسلی کیواسطے بطریق مزاح کے فرمایا کیا تمہارا نقصان ہوگا اسے عائشہ کہ میری سانسو
 تم اس عالم کو چھوڑو اور میں تمہارے سر مانے کھڑا ہوں اور تمہارے کام میں مشغول ہوں
 اور تمہاری تجہیز اور تکفین کروں اور تم پر نماز پڑھوں اور دفن کروں تم کو اور دعائے مغفرت کروں
 تمہارے واسطے مجبور بنی کریم کہتی ہیں کہ میں بھی ہنسی سے کہا میں گمان کرتی ہوں کہ آپ

میرے مرنیکو دوست رکھتی ہیں اگر میں مرنے لگا تو آپ اوسیدن آخر وقت میں میرے گھر میں
 دوسری عورت کو ساتھ عروسی کریں گے سید عالم ہنس دیے اور فرمایا تمہارا اور مہمان ہونگا
 لیکن یہ دوسرے جو مجھ کو ہے اسکا جانا مشکل ہے اور یہ اشارہ تھا کہ یہ دوسرے مرض فات ہر
 اور سید عالم نے فرمایا میں چاہتا تھا کہ کسی کو ابو بکر اور عبدالرحمن اونکو سپر کے پاس بھیجوں تاکہ وہ
 آئیں اور اولیٰ عہد کروں عہد خلافت تاکہ نہ کہیں کہہ دالے اور آرزو نہ کریں آرزو نہ کریں
 یعنی کوئی دوسرا سوا اے ابو بکر کے آرزو اور دعویٰ خلافت نہ کرے پھر میری کہا یعنی اپنی دل میں
 ابارکتا ہے خدا اور مومنین اس سے یعنی دوسرے کو دعویٰ خلافت ہو اور ابتدا میں مرض
 جناب سید عالم کو حضرت میمونہ خاتون کے گھر میں ہوا۔ اور جب مرض حضور کا سخت ہوا
 سب ازواج مطہرات جمع ہوئیں آپ نے فرمایا کر کہ کل میں کہاں رہو نگا مراد یہ تھی کہ ازواج
 مطہرات اجازت دیں کہ حضور حضرت عائشہ صدیقہ کے مکان میں قیام فرمائیں اور
 ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح ازواج سے فرمایا کہ مجھ سے
 نہیں ہو سکتا ہے اس مرض میں کہ میں تمہارے سب کو گھروں میں بچرون اور رعایت
 تقسیم کی ادا کروں اگر تم سب اجازت دو تو میں عائشہؓ کے گھر میں رہوں اور تم سب مان
 میری تیمارداری کرو سب بی بیان راضی ہو گئیں کہ حضور حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہیں
 پس جناب سید عالم حضرت میمونہ خاتون کے گھر سے باہر نکلے دو نون ماہہ اہلیت کو کند ہوئے
 رکھ ہوئے اس صورت سے کہ پائے مبارک زمین پر خطا کہینچہ تو یعنی پائے مبارک نہ رکھنا تو
 تھو اور نہ اقدس ایک کپڑے سے بندھا ہوا تھا الغرض اوٹھا کہ حضور کو حضرت صدیقہؓ کے گھر میں
 لائے مروی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو آرزو ہے کہ حضور
 فی تیمارداری میں کروں اور شر الطاعت بجالاؤں فرمایا اے ابو بکر اگر میں ہوا اہلیت ہے

دوسرے ستر ہزار می کر اؤن تو مصیبت اونکی زیادہ ہو جاوے لیکن تمنی جو نیت کی اجر تمہارا
 اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا بعدہ مرض جناب سید عالم زیادہ تر سخت ہوا چنانچہ منقول ہے
 کہ نبی کریم ستر شریف پر کروٹیں لیتے تھے ایک پہلو سرد دوسرے پہلو پر بی بی عائشہ فرماتی
 ہیں میں عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم سے کوئی ایسا کرے تو آپ ناخوش ہوتے ہیں فرمایا
 حضور نے اے عائشہ مرض میرا بہت سخت ہے اور اللہ تعالیٰ انبیاء اور صالحین پر بلا بہت
 سخت تر بھیجتا ہے اور جس مومن پر بلا اور ایذا بھیجتا ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا اوسکے سر پر چھتا
 اللہ تعالیٰ اوسکو عفو میں اوسکا درجہ بلند کرتا ہے اور خطا اوسکی معاف کرتا ہوا فرمایا نبی کریم
 نے قسم ہے اوس خدا کی کہ نفس میرا اوسکی دست قدرت میں ہے کوئی شخص زمین پر نہ ہوئے
 کہ ایذا مرض سے یا غیر مرض سے اوسکو پہنچی لیکن یہ کہ جھڑ جاوین گناہ اوسکی جیسے جڑ جاوین
 پتے دختون سے خزان میں اور حضرت صدیقہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نہیں دیکھا
 میں کسی کو کہ مرض اوسکا سخت تر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض سے یہی دلیل
 حضور کے افضل ہونکی ہے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے
 گما آیا میں حضور کی خدمت میں آپ قطیفہ میں جسم مبارک کو چھپائے تھے قطیفہ کہتر ہیں اوس
 ٹپڑے کو جسمین بہت سے کپڑوں کا ٹکڑے سینو ہوئے ہوں پاتا تھا میں حرارت تپ کی اوس
 ٹپڑے کو اوپر سے اور میرے ماتھے سے تحمل نہوسکا کہ حضور کے جسم مبارک کو مس کروں پس
 میں متعجب ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کی بلا انبیاء سے سخت تر نہیں ہے
 اور جس طرح اونکی بلا سبکے مضاعف ہو اوسی طرح اونکا آخر بھی سبکے مضاعف ہو اور یہ سنت
 جاری ہے کہ بعض انبیاء کو اوسنہ فقر میں مبتلا کیا یہاں تک کہ سوائے ایک ملبوس کو اؤن کو
 سیرتہا لات دن وہ ہی پہن رہتے تھے حضور کے فعل اور قول نے تعلیم کر دیا کہ نکالینا نعمت

خدا ہے کہ ان پر نبیگان خاص کو عنایت کرتا ہے اور وہ سبب ہر حصول درجات آخرت کا اللہ صلی وسلم وبارک علیہ اور مروی ہے کہ روزِ پنجشنبہ کے جب سخت ہوا مرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور ہوا حضور کو کہ تحریر کردین ایک عہد نامہ پس فرمایا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق لاؤ تم شانہ یا تختہ کہ لکھ دوں ابوبکر کو ایک کتاب کہ اختلاف نہواو سمین جب ارادہ کیا عبد الرحمن نے کہ جا کر لاوین فرمایا حضرت نے ابارکتا ہے اللہ تعالیٰ اور مومنین کہ اختلاف کریں ابوبکر کی نسبت میں یہ دلیل ہے حضرت صدیق کی خلاف پر صریح اور واقعی میں حضور نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ کسی نے صحابہ اور اہلبیت سے اونکو بارہ میں اختلاف نہیں کیا اور نیز کتب صحاح میں مروی ہے کہ جب اللہ عرض سید عالم پر زیادہ ہوا او سو وقت صحابہ حجر و شریف میں مجتمع تھے فرمایا حضور نے کہ دوات اور صحیفہ اور ایک روایت میں ہو کہ شانہ میرے واسطے لاؤ تاکہ تمہارے واسطے ایک وصیت لکھ دوں کہ بعد میرے ہرگز گمراہ نہوا پس اصحاب نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ جو کچھ ارشاد ہوا سچا لانا چاہیے دوات اور صحیفہ لانا چاہیے تاکہ جو کچھ حضور کو منظور ہو لکھ دیں اور بعض نے کہا کہ مناسب نہیں ہو کہ دوات اور صحیفہ اس وقت میں کتابت میں مشغول کریں اس واسطے کہ وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنگ ہے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی دوسرے گروہ سے تھراؤ نہواں نے کہا کہ دروالم حضرت سرور عالم پر غالب ہے اور قرآن شریف ہمارے پاس ہے اور ہم کو کافی ہے اور باہم ہر دو گروہ میں گفتگو ہونے لگی اور آوازیں بلند ہوئیں حضرت سید عالم نے فرمایا میرے آگے سے اٹھ جاؤ کہ منازعت اور آواز بلند کرنا رسول کے حضور میں مناسب نہیں ہے اور تین وصیتیں کیں اول یہ کہ مشہد کین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا دوسری یہ کہ جماعت عرب کو قاصدوں کی جو تمہارے پاس آوے اونکو جائز ہے اور چلنا چاہیے کہ میں

دیتا ہوں اور تیسری وصیت واللہ اعلم راوی کو بھول گئی یا کسی مصلحت سے نہیں کچھی حدیث
 میں اس قدر مروی ہے بعض لوگ اس روایت سے یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ حضرت کو جناب
 ولایت مآب سیدنا علی مرتضیٰ کا خلیفہ کرنا منظور تھا یہ قیاس یہاں صحیح نہیں آتا کیونکہ
 حدیث میں کوئی لفظ ایسی نہیں ہے جو اس امر پر دلالت کرے بلکہ روایت اول کو اسی
 روایت کے ساتھ جمع کرنے سے البتہ ایک مضمون خلافت حضرت صدیق کا ظاہر
 ہوتا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ یہ ارشاد حضور کا امر ايجابی تھا کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی
 ورنہ جناب سید عالم رضوا آئیں کر یہ یا ایہا الرسول بلغ مما أنزل علیک ضرور اوسکو لکھوادے
 بلکہ حضور فقط ہماری اصلاح کے واسطے اپنے کرم سے اس وقت کچھ وصیت فرمانا چاہتے تھے جب
 حضرت فاروق نے کہ حیات نبی کریم میں وزیر جناب رسالت تھی اور حالت صحت میں جو امر
 اصلاح کا ہوتا تھا حضور کو بخیریت میں عرض کر دیا کرتے تھے اور نبی کریم انکی رائے کو پسند کرتے تھے
 یہ عرض کیا کہ کتاب اللہ ہم کو کافی ہے حضور سمجھ گئے کہ جب یہ کتاب اللہ پر قائم ہیں اور دین میں
 راسخ ہیں تو اب ضرورت اور نصیحت کی نہیں ہے اس واسطے کہ کتاب اللہ میں سب کچھ
 موجود ہے اور چونکہ اس وقت توجہ حضور کو جانب رفیق اعلیٰ کی تھی بلند ہونا آواز کا ناپسند ہوا
 لہذا حکم دیا کہ اوٹھ جاؤ نہ بسبب ناراضی کے کیونکہ رضامندی حضور کی گروہ صحابہ سے حضرت
 سید عالم کے احوال سے جو زمانہ وفات شریف تک انکی نسبت میں فرمائے ہیں بخوبی ثابت
 ہوتی ہے اور مروی ہے کہ نبی کریم نے زمانہ مرض میں صدیق اکبر کو حکم دیا کہ امامت کریں
 اور لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت صدیق نے امامت کی ایک روایت میں ہے
 کہ تین روز اور ایک روایت میں ہے کہ سترہ نمازوں میں اور کیفیت اوسکی یہ مروی ہے
 کہ حضرت بلال نے اذان کہی ایام مرض میں جناب سید عالم نے عبد اللہ ابن مسعود سے فرمایا

ت حکم فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باہر جا کر ابوبکر سے کہہ دو کہ نماز پڑھیں لوگوں کے ساتھ تیس نکلے عبد اللہ ابن زبیر پایا حضرت عمر کو دروازہ پر ایک جماعت میں کہ ابوبکر انہیں نہ تھیں کہہا انہوں نے حضرت فاروق سے کہ نماز پڑھو لوگوں کو ساتھ یعنی امامت کرو جب تک کہی حضرت فاروق نے اور تھی آواز اونکی بہت بلند حضور نے اونکی آواز سنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابابکر! اللہ اور مومنین غیر ابوبکر سے اور اس کلمات کو میں بار فرمایا حضرت فاروق نے عبد اللہ سے کہہا کہ تمہاری ہر کام کیا میں یہ سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری ہر کام مجھ کو حکم دو عبد اللہ! تمہیں قسم ہے خدا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حکم نہیں فرمایا کہ میں کسی کو حکم دوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال نے اذان کہی اور آستانہ نبوت پر حاضر ہوئے اور السلام علیک یا رسول اللہ! ارشاد ہوا ابوبکر سے کہہ دو کہ نماز پڑھاؤ سب سے نکلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ماتہ سے سر پٹتی ہوئے اور روتے ہوئے کہ ہمارے امید قطع ہوئی اور پٹیرہ ٹوٹ گئی کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی اور اگر جاتا تو قبل آجکون کی میں مر جاتا اور نہ کہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پس داخل ہوئے حضرت بلال مسجد کے دروازہ میں اور کہہا اے ابوبکر رسول اللہ حکم فرماتے ہیں کہ آگے جاؤ اور نماز پڑھو لوگوں کو ساتھ صدیق اکبر نے جب سجد کو جناب سید عالم سے خالی دیکھا چونکہ نہایت نرم دل اور اندوہگین تھے اپنے کو سنبھال نہ سکی بیہوش ہو کر گر پڑے اور خاک پر شل ماہی بے آب کے تر پنے لگے

حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

در نماز خم ابروئے تو اہم یاد آمد

صحابہ یہ حال دیکھ کر فریاد وزاری کرنے لگو آواز صحابہ سبع شریفین پونہی حضور فرمایا اے فاطمہ یہ آواز گریہ کیسی ہے جو آتی ہے سیدہ نے عرض کیا یہ مسلمانوں کی رونکی آواز ہے چونکہ حضور کو مسجد میں نہیں دیکھا اس واسطے روتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سیدنا علیؑ اور حضرت عباسؑ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور اون پر تاکید کر کے باہر تشریف لائے مسجدین اور نماز پڑھی اور فرمایا اے گروہ اسلام تم اللہ کی پناہ اور حفظ میں ہو اور اُنسائے میرا خلیفہ ہے تمہارے اوپر تقویٰ کرنا اور خدا سے ڈرتے رہنا میں دنیا سے مفارقت آتا ہوں اور اوسکو چھوڑتا ہوں اور مروی ہے حضرت صدیقؑ سے فرمایا انہوں نے کہ گراں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی بسبب شدت مرض کے مسجدین نہجائے وقت تھا نماز عشا کا اور صحابہ منتظر تھے حضور کے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں میں عرض کیا نہیں حضور کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا پانی میرے واسطے محض بن رہا ہو تمہیں حکم کی گئی حضور نے وہ پانی اپنے اوپر ڈالا اور جسم مبارک کو دھویا اور قصد کیا اوٹھ کر بیہوش ہو گئے بعد ایک زمانہ کے ہوش آیا اور پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی میں عرض کیا حضور کے منتظر ہیں پر حضور نے اسی طرح پانی جسم مبارک پر ڈالا اور قصد اوٹھ کر کیا اور بیہوش ہو گئے تین مرتبہ اسی طرح اوٹھو اور غسل فرمایا بیہوش ہوئے تیسری مرتبہ جب ہوش آیا حضرت صدیق کے پاس آدمی بھیجا کہ نماز پڑھا دیں جب پیغامبر آنحضرتؐ پیغام حضور کا صدیق اکبر کو پہنچایا حضرت صدیق نہایت رقیق القلب تھے آپ نے حضرت فاروق سے کہا کہ تم نماز پڑھا دو حضرت فاروق نے کہا تم اس کام کے واسطے مجھ سے احق ہو صدیق اکبر نے لوگوں کو ساتھ نماز پڑھی مروی ہے صدیق اکبر نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور کو کچھ مرض میں تحقیف ہوئی سید عالم دو شخصوں کو درمیان میں نہ دیکھیں سے ایک حضرت عباسؑ تھے باہر تشریف لائے اور صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ کر صدیق اکبر نے جب سرور عالم کو دیکھا ارادہ کیا کہ چھو بیٹھیں حضور نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور حضور نے بیٹھو میں نماز پڑھی صدیق حضور کے مقتدی تھے اور سب لوگ صدیق اکبر کے مقتدی تھے یعنی صدیق اکبر کی جگہ پر کھڑے رہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال پر واقف ہوتے تھے اور اس کی

موافق ارکان نماز ادا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ صدیق اکبر امام تھو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ عرومی ہے کہ کہا اونہوں نے کہ جناب سید عالم نے اپنی امت میں سے کسی کے چھو نماز نہیں کی مگر ابوبکر کے چھو ایک بار اور عبد الرحمن ابن عوف کے چھو ایک بار سفین ایک راکت فرمایا محدثین نے کہ حضرت سید عالم کا صدیق اکبر کو اس مبالغہ کے ساتھ اناہم کرنا دلیل واضح ہے خلافت صدیق اکبر پر چنانچہ عرومی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا حضرت صدیق سے تہہ قدم کیا تم کو رسول اللہ نے پس کون ہے کہ تم کو چھو کرے اور عرومی ہے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا اونہوں نے کہ فرمایا سیدنا علی مرتضیٰ نے کہ آگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو کہ نماز پڑھاوے اور میں حاضر تھا غائب نہ تھا اور صحیح تھا کوئی مرض تھا اور اگر چاہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھ کو مقدم کرتے یعنی کوئی شے مانع آپ کو نہ تھی پس راضی ہوا اپنی دنیا کی واسطے یعنی امارت اور خلافت کی واسطے کہ انتظام دنیا اس سے متعلق ہو ساتھ ایسے شخص کے کہ راضی ہو اللہ اور اس کا رسول ہمارے دین کی واسطے یعنی امامت نماز کے لیے کہ مجھ دین ہے صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ صحت کو پہنچا ہے کہ دو شنبہ کے دن کہ حضور کی عمر شریف کا آخر روز تھا صدیق اکبر مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ جناب سید عالم و شخصوں نے پیر کا یہ ہوئے حجر مبارک کے دروازہ تک تشریف لائے اور پردہ حجر کا اوٹھایا اور یارونکو دیکھا اور ان کی نماز کی صفوں کو ملاحظہ فرمایا خوش ہوئے اور تبسم کیا صدیق اکبر نے چاہا کہ صف میں پہلے ہوں اس خیال سے کہ حضور تشریف لاتے ہیں تاکہ نماز پڑھنا حضور نے دست مبارک سواشار کیا کہ بلکہ کو پورا کرو اور پردہ حجر شریف کا ڈال دیا اور اسی دن وفات فرمائی اور وفات شریف سے پہلے پنج روز پیشہ فرمایا حضور نے آگاہ ہو کہ تبسم ہوا ایک جماعت تھی کہ اپنے انبیاء اور صلی کی قبروں کو مسجد بناتے تھے یعنی اونکو مسجد کہتے تھے تو تم کو لازم

کہ ایسا نکرنا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی خدا نے یہود اور نصاریٰ کو کہ بنا یا
اونہوں نے اپنی انبیاء کی قبروں کو مساجد اور ایک روایت میں ہے کہ ختم بنی کریم نے اسے
اللہ میری قبر کو بعد میرے بت نکرنا سخت ہو جو غضب خدا کا اس قوم پر کہ بنایا اپنی انبیاء کی
قبروں کو اونہوں نے مساجد میں تم کو اس کی محانت کرتا ہوں ان احادیث سے صاف ظاہر ہے
کہ قبور کو سجدہ کرنا خواہ سجدہ تعبدی ہو خواہ سجدہ تعظیمی ہو دونوں ممنوع اور سبب ملعونیت ہیں
اور روایت ہے سہیل بن سعد سے کہا اونہوں نے کہ تھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس سات دینار اور دو روکھوا دیے تھو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جب مریض ہوئے
حضرت فرمایا ام المومنین سے کہ بیچ دو اونکو کہ خرچ کریں اور بیہوش ہو گئے اور بی بی عائشہ
چونکہ حضور کی خدمت گزاری میں متوجہ تھیں اس وجہ سے اونکو تعمیل اس حکم کی نہ ہوئی
یہاں تک کہ تین باج حضرت سرور عالم نے اونکو حکم دیا اور ہر بار بعد حکم کے بیہوش ہو گئے اور
حضرت صدیقہ کو خدمت گزاری سے تعمیل حکم کی نوبت نہ آئی بعد بیچ دیا اونکو سیدنا علی
مرتضیٰ کے پاس اور خیرات کر دیا اونکو اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم نے درحالیکہ حضرت صدیقہ کے سینہ مبارک پر تکیہ کر رہے تھے کہ اسے عائشہ کیا ہو
سونا عرض کیا اونہوں نے میرے پاس ہے فرمایا خیرات کر دو اسکو اور بیہوش ہو گئے جب
ہوش آیا پوچھا خیرات کیا اسکو عرض کیا اونہوں نے نہیں کیا پس منگایا اسکو اور اون
دیناروں کو دست مبارک میں رکھا اور فرمایا کیا ہے گمان محمد کا اپنے پروردگار کے ساتھ
اکل اس سے ملاقات کرے اور یہ دینار اسکی پاس ہوں اور مروی ہے کہ شام ہوئی
روز دوشنبہ کی حضرت ام المومنین نے ایک بی بی الضاریہ کے پاس کہ اونکی دوست
تھیں چہرہ بیجا کہ تمہارے گھر میں تیل نہ ہو توڑا اس میں دید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو حالت تزعج ہو خیال کرنا چاہیو کہ اسی وقت سات دینا خیرات کیو اور گھر میں تیل تک جھانکنا نہ تھا
یہ تعلیم تھی نبی کریم کی امت کو کہ دنیا میں اس طرح بسر کرنا چاہیو اور مروی ہو کہ ایام مرض میں ایک
دن حضور کو کچھ خفت حاصل ہوئی آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو ساتھ نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا
اور فرمایا انصار میرے جامہ دان ہیں اور ایک روایت میں ہو کہ میری کمرش اور جامہ دان میں یعنی میرے
خاص لوگ ہیں اور میرے محل رانہ ہیں اور فرمایا میں نے ان کی طرف ہجرت کی انہوں نے مجھ کو جگہ
دی اور میرے ساتھ نصرت اور محبت اور انھما خاص اور دوستی اور مواسات کی قسم ہو افسانہ کی
کہ نفس میرا کو دوست قدرت میں ہو میں دوست رکھتا ہوں ان کو اور مروی ہو کہ جب انصار نے دیکھا
کہ حضور کا مرض روز بروز زیادہ ہوتا ہوا ان کو اپنا گھر و زمین صبر اور آرام نہ تھا اس لیے مسجد شریف کو
گروہ پر تے تھے اور کہتے تھے ہم ڈرتے ہیں کہ سرور عالم دنیا سے نقل کرین اور بعد حضور کے ہمارا کیا حال ہو
بعض مردان اہلبیت و احوال ان کا خدمت بابرکت میں عرض کیا سید عالم اوٹھو اور ایک ماتہ
سیدنا علی مرتضیٰ کو کندہ ہو پیرا اور ایک ماتہ فضل بن عباس کے کندہ ہو پیرا کہا پائے مبارک زمین پر
گنہگار تھو اور حضرت عباسؓ آگے آگے حضور کے چلتے تھے یہاں تک کہ مسجد شریف میں پہنچے اور منبر شریف
کے اولیٰ رینہ پہلوں پر فرمایا اور عصابہ میرا مبارک پر باندھا لوگ سب جمع ہوئے خدمت شریف میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد حمد اور ثناء و آئین جلشانہ کو فرمایا اور وہ مرموم منبر سے اتر کر میری
موت سے ڈرتے ہو گویا منکر موت ہو اور کس وجہ سے پیغمبر کی موت کا انکار کرتے ہو کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ
میرے موت سے اور تمہاری موت سے فرمایا اِنَّكَ قَدِيتَ وَاَنْتُمْ مَيِّتُونَ اور ارشاد کیا کوئی
پیغمبر انبی قوم میں ہمیشہ نہیں رہا ہوا تو میں تم میں ہمیشہ رہوں جانو تم اور آگاہ ہو کہ تم کو اور تم کو سب کو
خدا کی طرف جانا ہو نصبت کرتا ہوں میں تم کو کہ مہاجرین اولین کو ساتھ نیکی کرنا اور وصیت
کرتا ہوں میں مہاجرین کو کہ آپس میں ایک دوسرے کو ساتھ نیکی کرین اور سورۃ العصر پوری پڑھی

دن وصیت فرماتا تھا

اور فرمایا جاری ہونا اور کا خدا کے حکم سے ہے تم کو چاہیو کہ کسی امر کے ظہور میں جلدی نہ کرنا اسو طر
 کہ اللہ تعالیٰ کسی کی جلدی کی واسطے تعجیل نہیں کرتا ہے اور جو شخص اس کا درپے ہو کہ خدا کو حکم پہ
 غالب ہو جاؤں وہ مغلوب ہوتا ہے اور جو چاہتا ہے کہ خدا کو ساتھ خدعہ کرے وہ خراب ہوتا ہے
 اور یہ آیہ کریمہ پڑھی **فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَفْسِدُوا فِى الْاَرْضِ وَتَقَطَعُوا رَحْمَتَكُمْ** اور یہ
 فرمایا ہو نہیں سکتا انصاری نسبت میں اور فرمایا اے انصار بعد میرے ایک جماعت کو تم پر اختیار کرنا
 اور تم پر ترجیح دینا گوا انصاری نے یہ نہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم ان کو ساتھ کیا کریں فرمایا صبر
 کرنا یہاں تک کہ حوض کوثر پہنچے پھر پاس پہنچو ان نصائح میں حضور نے اشارہ کیا ہے اور ان مفاسد
 کے طرف جو بعد حضور کے اہل امیہ اور مروانیہ اور عباسیہ وغیرہ وقوع میں آئے تھے اور بعد
 ختم خلافت راشدہ کو واقع ہوئے بعد اوسکی حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
 قریش کو حق میں ہی لوگوں کو وصیت کیجیے فرمایا وصیت کرتا ہوں ساتھ اس امر کے یعنی خلافت
 قریش ہی کا حق اور ارشاد کیا **الاهمة من القریش امامت قریش کو ہے اور دوسرے لوگ**
انکو سپرین نیک لوگ قریش کو نیکو کتابچہ میں اور بدکار لوگ قریش کے بدکار و نیکو تابع ہیں
 قریش قبول کرو میری وصیت کو لوگوں کو حق میں ساتھ نیکی کے اور انکو ساتھ نیکی کرنا اور اگر وہ
 یہ تحقیق گناہ کو سبب نعمتیں متغیر ہوتی ہیں اور قسمیں بدل جاتی ہیں جب لوگ نیک ہوتے
 ہیں حاکم اور والی انکو اور نیکو کرتے ہیں اور جب لوگ بدکار ہو جاتے ہیں حاکم اور نیکو کرتے ہیں
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَكَذَلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا يَمَّاكَ اَنْتَوَا يَكْسِبُونَ**
 اور فضل ابن سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے کہ ایام مرض میں ایک دن رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لائے اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور عصابہ
 سہبارک پر باندھے تھے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا کہ لوگوں کو نہ اکر دو تاکہ سب جمع ہوں

میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں اور کہ دو لوگوں کو یہ آخر وصیت ہو رسول خدا کی تم کو حضرت بلال
نے تعمیل حکم کی اور مدینہ منورہ کے راستوں میں منادی کر دی یعنی پکار کر کہدیا کہ نبی اکرم ﷺ
کی وصیت آخر ہے سب لوگ چلو اور سناو سب چھوٹے بڑے یہ ندا سن کر سبب اضطراب کے
گھروں و کانین کھلی ہوئی چھوڑ کر مسجد شریف میں جمع ہوئے یہاں تک کہ باہر لڑکیاں گھروں سے
نکل آئیں اور استقدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں اونکی گنجائش نہ تھی فرمایا وسعت یدو
اونکو جو تمہارا چچو بہن بعد اوسکو خطبہ نہایت بلیغ اور طولانی پڑھا اور احکام شریعت اور نصائح اور
آداب جو کچھ مناسب وقت تھا تعلیم کیا اور فرمایا اے لوگوں اب وقت تمسرحا ہوا قافریہ آگیا
جس شخص کا مجھ پر کوئی حق ہو آج اوسکو مجھ سے پورا کر لے اگر مینو کسی کو مارا ہو یا برا کہا ہو یا اوسکو حق پز
چھپھور کیا ہو مجھے قصاص لے اور اسکا خیال نہ کرے کہ اگر وہ مجھ سے قصاص لیگا تو میں اوس سے
عداوت کروں گا آگاہ ہو کہ میری طبیعت ایسی نہیں ہے اور میں اس سے دور ہوں مجھ کو تم میں سے
زیادہ تروست وہ ہو کہ اگر اوسکا کچھ حق مجھ پر ہو یا اوسکو ادا کر لے یا معاف کر دو تاکہ اپنا اللہ کو ساتھ پا
او صاف ہو کر ملوں اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ کا کہنا میرا کافی نہیں ہو یعنی اوسکو مکرر کہوں گا
تاکہ جب کا حق مجھ پر ہو اوسکو پورا کر لے حضرت فضل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر
منبر پر اترے اور نماز ظہر حضور نے پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لیگے اور اسی کلام کو اعادہ کیا
ایک شخص نے کہہ کر اہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ میرے تین درم آپ پر ہیں فرمایا میں کسی شخص کی تکذیب
نہیں کرتا ہوں اور قسم نہیں دیتا ہوں لیکن یہ کہو یہ تین درم مجھ پر کوئی نہیں اوس نے کہا یا رسول
ایک دن ایک مسکین آپ کی پاس حاضر ہوا تھا آپ مجھ سے فرمایا تھا کہ تین درم اوسکو دیدو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فضل تین درم اوسکو دیدو اور فرمایا اے لوگوں جس
شخص کا حق ہو آج کے دن چاہیے اوسکو ادا کر دے اور یہ نہ دل میں کہو کہ میں فضیحت سے

ڈرتا ہوں آگاہ ہو کہ فضیحت دنیا کی آخرت کی فضیحت سے آسان ہے ایک شخص اٹھا
 اور کہا یا رسول اللہ تیرے ورہ میں نے مال غنیمت سے خیانت کی ہے میں اور سکا گناہ میری
 گروں پر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں خیانت کی تھی اونہوں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ مجھ کو اس کی حاجت تھی ارشاد کیا اے فضل تیرے ورہ اس سے لے لے پھر
 ارشاد کیا اے لوگوں اگر کسی شخص میں ایسی کوئی صفت ہے کہ اس کی وجہ سے وہ فعل بد
 اس سے وقوع میں آتا ہے چاہے کہ اوٹھ کر اٹھنا کہ میں دعا کروں ایک شخص اٹھ کر اٹھا
 ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں بڑا جھوٹ بولنے والا اور فحش بکنے والا اور بہت سونی والا
 ہوں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ اس کو صدق عنایت کر
 اور جب یہ جاگنا چاہے نیند کو اس سے دفع کر پھر دوسرا شخص اٹھا اور کہا یا رسول اللہ
 میں جھوٹا اور منافق ہوں کوئی بدی ایسی نہیں ہے جو مجھ سے نہ ہوئی ہو حضرت سیدنا
 فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے شخص تو نے اپنے کو فضیحت کیا سرور عالم صلی
 علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی فضیحت آخرت کی فضیحت سے آسان ہے اور دعا کی اس کے
 حق میں اے اللہ اس کو صدق اور راستی اور ایمان عنایت اور اس کو دل کو بدی سے دور کر دے
 اور نیکی کی طرف مائل کرے اور اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی بات کہی نبی کریم ہیں
 دیے اور فرمایا عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں اور حق عمر کے ساتھ ہے
 جہاں ہوا اور ایسی ہی وعظ اور نصیحت فرما کر دولت سر زمین تشریف لے گئے اور ایسی نصائح
 حضور نے کل مجلس کو فرمائی اللہ صلی وسلم وبارک علیہ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ
 عنہا سورت روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں میرے سینہ پر تکیہ
 لگائے تھے کہ ناگاہ عبد الرحمن ابی بکر آئے اور ان کو ساتھ میں ایک ترسواں تھا حضرت سرور عالم نے

۱۰۰۰۰۰
 ن مسو ک طلب فرمائے اور عالم وقت وصال کے اور بنا العالیہ میں حبیب اللہ حبیب رسول سے

اوس مسواک کی طرف خوب غور سے دیکھا میں سمجھ گئے کہ حضور مسواک کرنا چاہتے ہیں آپ کو
 مسواک کی حاجت ہی میں عرض کیا کہ یہ مسواک آپ کو واسطے لے لوں حضرت سرور عالم
 سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں لے لو پس میں اس کو لے لیا اور چنایا اور نرم کیا بعد اوس
 سید عالم کو دیا آپ نے مسواک خوب کی صبطح مسواک کرتے تھے اوس سے اچھی طرح دیکھو
 دیدی اور دست مبارک گر پڑا مسواک ماتہ سے چھوٹ پڑی پس جمع کیا اللہ تعالیٰ نے
 میرے لعاب کو آنحضرت کے لعاب مبارک کو ساتھ دنیا کے آخر اور آخرت کے اول زمین
 اور صاحب مواہب نے اوس حدیث سے جس کو عقیلی نے تخریج کیا ہے نقل کیا ہے کہ حضرت عیلم
 نے حضرت عایشہ صدیقہ سے فرمایا کہ میرے واسطے ایک تر مسواک لاکر چلاؤ اور بعد مجھ کو دو
 تین چباؤں تاکہ ملجاوے لعاب تمہارا میرے لعاب سے اور آسان ہو مجھ پر موت اور حضرت
 عایشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق آسان کی گئی مجھ پر
 موت اس واسطے کہ دیکھا میں و بیاض کف دست عایشہ کو جنت میں اور دوسری حدیث میں
 ابن سعد وغیرہ سے مرسلہ وارد ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دیکھا میں
 اوس کو بہشت میں یہاں تک کہ آسان ہو گئی مجھ کو موت اوس کو سبب ہو گیا دیکھتا ہوں
 عایشہ کو دونوں کف دست کو ان روایات سے ظاہر ہے کہ حضرت سید عالم کو نبی بی عایشہ صدیقہ کے
 ساتھ کس درجہ محبت تھی بغیر اؤ کو حضرت سرور عالم کو شکین نہ ہو سکتی تھی لہذا خدا تعالیٰ جل شانہ
 نے اپنے حبیب کو شکین خاطر کو واسطے اپنی قدرت سے متماثل کیا حضرت صدیقہ کو حضرت کیواسطے
 جنت میں اور یہ سنت الہی قدیم سے جاری ہے کہ خاصان خدا کو جس شے سے محبت دنیا میں جتنی
 ہے اللہ تعالیٰ وقت وفات کو وہ شے اؤ کو جنت میں دکھا دیتا ہے کہ اس عالم کا چہرہ اؤ کو
 اچھا معلوم ہو اور چونکہ اعلیٰ درجہ کی محبت اؤ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے لہذا اپنی بقا

ہی مشرف کرنا ہے چنانچہ صاحب موابہب نے اسی بارہ مین امام حسن بصری سے نقل کیا ہے
 کہ انہوں نے فرمایا ہے چونکہ موت بحکم طبیعت مکروہ ہوتی ہے آسان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے
 اوسکو انبیاء اور انہود و ستون پر ساتھ اپنی لقاس کے اور ساتھ ہر ایک چیز کے جس کو دوست
 رکھتے ہیں اور اوس میں سے کوئی شخص مرنا ہی نہیں ہے جب تک کہ موت کا شتاق اور محبوب
 نہیں ہوتا ہے بسبب حاصل ہو جانے اپنی پسندید اور مرغوب شے کے تم کلام یہی سبب تھا
 کہ قریب زمانہ وصال کے اللہ تعالیٰ نے اول تمثیل کیا حضرت صدیقہ کو جنت میں اپنی حبیبہ
 تسکین کیواسطے اور خطاب کیا اوسکو نبی کریم نے حضرت صدیقہ کے اظہار فضل کے لیے اور پھر
 تجلیات خاص اپنی سید عالم پر فرمایا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اصلی تھا
 اور دستور ہے کہ محب کو لقاء محبوب سے سیری نہیں ہوتی ہے بلکہ حسب قدر قریبیت تا جانا اور
 آتش شوق اور بھڑکتی جہاتی ہے اسید و حیل سے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وقت سکرات
 دعا کرتے تھے ملاوی مجاہد کو رفیق اعلیٰ سے یعنی اپنی سے اور یہی آخر کلام تھا حضور کا دنیا میں اور
 مروجی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام مرض میں وصال شریف سے تین روز پیشتر حضور کے اظہار
 عظمت اور فضل کیواسطے جبریل علیہ السلام کو برابر ہر روز مزاج پرسی کو بھیجا چنانچہ حضرت
 ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس مرض وفات میں اور کہا اللہ تعالیٰ سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ کیا حال ہو آپ کا
 اور مرنے کی کیا کیفیت ہو حضور نے فرمایا اے امین اللہ اپنے کو دردناک پاتا ہوں اور بعض
 روایت میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل اپنے تئیں
 معنوم اور اندوگین پاتا ہوں اوسکو دوسرے روز پر جبریل آئے اور اسی طرح مزاج
 پرسی کی اور حضور نے بھی ویسا ہی جواب دیا تیسرے روز پر جبریل علیہ السلام آئے

فاما انہو انحضرت جبریل علیہ السلام کا واسطہ تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہوا کرتے تھے

اونکو ساتھ ملک الموت تھا اور ایک اور فرشتہ اسماعیل نام کہ ستر ہزار فرشتوں پر اور ایک ابتر ہے کہ لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے اور ہر ایک اون فرشتوں سے ستر ہزار یا لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے اور کہا جبریلؑ نے یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور پوچھتا ہے مزاج کیا فرمایا حضور نے دردناک پاتا ہوں اور پوچھا سید عالم نے کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے جبریلؑ تمہارا ملک الموت ہے یا رسول اللہ اور یہ آخر محمد میرا ہے دنیا میں اور آخر محمد تمہارا ہے دنیا میں اور بعد آپ کے اولاد آدم میں سے کسی پر نہ آؤں گا اور بعد آپ کو زمین پر نہ آوے گا یعنی کسی

مرا لبان تو باید شکر چه سود کند

مرا میان تو باید کمر چه سود کند

چو یوسفم تو نباشی مرا جبر چه کار

چو ہمدنم تو باشی سفر چه سود کند

بعد اسکو راوی کہتا ہے کہ سرور عالم پر سکرات اور شدت اور سختی اسکی ظاہر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا حضور اوسمین ہاتھ دالتی تھی اور چہرہ مبارک پر ہیرے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ علی سکرَاتِ الْمَوْتِ اویسر اللہ میری اعانت کر سکرَاتِ موت پر اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتے تھے لا اِلٰهَ اِلَّا اللہ اِنَّ الْمَوْتِ سکرَاتٌ یعنی کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ اور تحقیق موت کیواسطے سکرَات ہے اور وقت سکرَات کو یہ کیفیت حضور کی تھی کہ رنگ حضور کا کبھی سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد ہو جاتا تھا اور کبھی دھنسا جاتا تھا اور کبھی بایان ہاتھ کہینچتے تھے اور چہرہ پر انوار پر سپینا آگیا تھا اور جب اس عالم سے تشریف لیگے یہ کلمات فرمائے دیتے اَغْفِرْ لِيْ وَ اَلْحَقْنِيْ بِالرَّحْمٰتِ اَلَا عَلٰی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آخر کلام ہے جو سنا میں حضرت سید عالم سے اس روایت سے شدت سکرَاتِ موت جو سرور عالم پر ظاہر ہوئی حضرت شیخ نے مدارج میں اسکی نسبت میں چند وجوہ علمائے عارفین سے نقل کی ہیں خلاصہ اونیگا

یہ ہے کہ جناب سید عالم پر کرب و الم جس کو سکرات موت تعبیر کیا ہے ظاہر ہونے میں وجہ اول یہ لکھی ہے کہ مزاج شریف حضور کا کمال اعتدال پر تھا اور قوت ادراک حضور کی نہایت درجہ پر قوی تھی اسوجہ سے ادراک اور احساس الم کا بھی حضور کو زائد تھا جیسے ترازو جس کے دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں اور عمدہ ہوتا ہے اگر اس کا ایک پہلو میں کوئی خفیف شے بہت چھوٹی ہی رکھ دے تو اس کی طرف ترازو جھک جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ روح پر فتوح کو جسم شریف کو ساتھ تعلق قوی تھا اور آنحضرت کو نفس کریم کو ساتھ تعلق تھا اور مزاج شریف سرور عالم کا مادہ اصلیہ صورت حیات اور قوام اس کی حقیقت کا تھا جب قطع ہوا وہ تعلق جسم مقدس اور نفس کریم سے سخت معلوم ہوا الم اس سوجدا ہونیکا سبب کمال تعلق اور تعلق کے جو مزاج پاک کو جسم شریف اور نفس کریم کے ساتھ تھا تیسرے یہ کہ ایسی کیفیت اور ایسا حال کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جاری ہونا سبب ہواست کی تسلی کا جب ایسی شہادتیں مبتلا ہوں اس واسطے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو خدا کے حبیب تھا اور اللہ کے نزدیک تمام خلق سے معظم اور کریم تھا اور اس واسطے یہ سورت ہوئی تو ہم کو بھی اس کی برداشت کرنا آسان ہو گیا چوتھی یہ کہ حقیقت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہے تمام امت کو حقائق کی بلکہ تمام کائنات کی اور منشاء ہے وجودات اصلیہ اور فرعیہ کا اور ساری ہے تمام خواہر اور اعراض اور ارواح اور اجسام کے حقائق میں پس گویا جدا بہ ناروح شریف کا جسم لطیف سوجدا ہونا ہر طرح ہر جسم ہر ہر حیات کا ہر زندہ سو پس جو کچھ کہ حاصل ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت اور کرب سورت بہت تھوڑا ہے بسیار سے اور ایک قطرہ ہے سجا سے پانچوین یہ کہ نبی کریم امت کو کل بار کے اوٹھانیوالے ہیں یعنی یہ کرب جو ظاہر ہوا انجیال گرفتاری امت

تہا لہذا جب جبریل نے خوشخبری مغفرت امت کی پہونچائی بستر استراحت پر حضور نے آرام فرمایا اور عالم بقا کی طرف متوجہ ہوئے چٹھویہ کہ قاعدہ مستمر ہے کہ جب کسی شخص کو قواعد مملکت سپرد کی جاتے ہیں اور خلیفہ اور متولی کیا جاتا ہے امور سلطنت میں اور طلب کیا جاتا ہے درگاہ بادشاہی میں اور بدل دیا جاتا ہے دوسری مملکت میں تو لا بد اس کو رجوع کرنے میں اندیشہ ہوتا ہے چونکہ سرور عالم کو تمام اکناف اور آفاق کے حملہ کار و بار علی الاطلاق سپرد کیے گئے ہیں اگرچہ بخشش یا آپ کو حساب اور کتاب ہر حال اور ہر باب میں نسبت اس ملک عظیم کے جو آنحضرت کو سپرد نہی لیکن باوجود اسکی یعنی بخشش دیے جانے کی ہیبت اور ہمیشہ سلطانی باقی ہے کہ کیا سر انجام پاوے گا اور یہ شہادت اور ہیبت بسبب خدا کے پہچان نے کر ہے جو زیادہ پہچانتا ہے وہ زیادہ ڈرتا ہے اور توکل وجہ کہ خلاصہ اور اصل سب وجوہ کی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسوقت خاص میں تجلیات صمدیت یعنی بے نیازی اور تنزلات احدیت اور وہ اسرار جو قرار گزین تہ صفا ٹی پاکی کے پردوں میں اور وہ مشاہدات جو پردہ کے تہ اسرار صفات میں اپنی صیب کو مدہ میں پیش کئے تھے اور کوئی شک نہیں ہے اوں حالات اگر ان اور بڑے ہونے میں مفاہات مذکورہ کے پیش آنے میں ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ وقت نزول قرآن شریف کو حالت وحی میں ہی ایسی ہی حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آتے تھے حضرت صدیق فہرانی ہیں کہ شدت سرا میں وحی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی اور آپ کی پیشانی کو انوار سے پسینا ٹپکنے لگتا تھا اور اللہ تعالیٰ آپ کی خطاب میں فرماتا ہے اناست لہی علیک تو کا تقیلا یعنی قریب ہے کہ الفا کر نیگے ہم تم پر کلام بہاری پس موت سرور عالم کی کہ حقیقت میں حیات تھی بسبب اخلاصات النہیہ کے اسکو سکرات مشاہدات کی تھی

ظاہر ہوتے تھے بسبب جسمانی طاقتوں کی تنگی کے منحصر عالم عیان سے صورت سکرات مجاہدات میں اور حاصل اسوجہ کا وہی ہے کہ اوس حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محل تھا اور تمام تھی اون تجلیات اور مفاہات کی یعنی صورت سکرات بسبب اون تجلیات خاص کے ظاہر ہوئی تھی انہوں میں یہ کہ تھی اوس وقت میں لقائے خاص حق جل و علا کی اوس ذرا ورہیت اور اجلال کی ساتھ مناسب وقت اور حال کے پہنچ معرفت عبودیت اور قرب حضرت ذوالجلال کے کہ ہرگز قبل اوسکی اس خصوصیت سے نہ تھی اور ایک ایسی حالت تھی کہ اوس وقت اور حال کو مخصوص تھی نوین یہ کہ جناب رسالت کو شوق لقائے روحی طاری تھا گویا چاہتے تھے کہ نفس شریف کو عالم ناسوت سے باہر لاویں اور سرعت کو سنا غیب لاہوت میں درلاویں لہذا ناشی ہوتی تھی فہر عالم طبیعت اور ضغطہ لپستی مزاج البتہ سے ایسی حالت کہ قوی ہوتا تھا ساتھ اوسکی انفعال اور ظاہر ہوتی تھی حکومت اوس محل میں اور کیفیت سکرات کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ واقف ہے اوس واسطے کہ حضور کے حالات کی حقیقت کا ادراک کسی کو مخلوقات سے ممکن نہیں ہے جو کچھ علمائے لکھا ہے اوس میں جو مناسب وقت معلوم ہوا لکھا گیا اب حالات وفات شریف مذکور ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے واسطے مادی اور رہبر ہیں مروی ہے کہ اول کلمہ جو ایام رضاعت میں حضور فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ تھا اور آخر کلمہ جو زبان مبارک سے وقت وفات شریف کے نکلا الرَّفِیقُ الْاَعْلٰی تھا اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرمایا انہوں نے کہ اکثر جبکی وصیت سید عالم نے مرض وفات میں کی وہ نماز تھی اور احسان کرنا مملوکوں کے ساتھ یہاں تک کہ تلجیح کرتا تھا سینہ مبارک یعنی دم چڑھتا تھا اور زبان کام ندیتی تھی حاصل یہ کہ آخر وقت تک حضور نے نماز کی اور مملوکوں کو ساتھ احسان کرنا کی تاکید فرمائی اور ایسا ہی

مروی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور منقول ہے کہ اذن مانگا سرور عالم ہو ملک الموت نے بعد آئے اور حضور کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یا احمد اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کی فرمان برداری کروں جو کچھ حضور ارشاد فرمائیں اگر حکم دیکر قبض کروں روح مقدس کو اور اگر ارشاد ہو کہ قبض نہ کر اس میں بھی تعمیل حکم کروں مخیر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یعنی آپ کو اختیار دیا دونوں امر میں سے جس کو چاہے اختیار کیجیو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو بلاتا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت وہ کام کرو جس کا حکم دیا گیا ہے جبریل نے یہ شکر گمایہ آخر مرتبہ آنا ہے میرا زمین پر آپ میری حاجب تھو دنیا سے اور آپ کو واسطہ

میں آتا دنیا میں شعر

رفت ہو بوی سرف تو حق بچین | ورنہ کو بوی نسیم سحری بود غرض

پس حضرت عایشہ صدیقہ نے سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور اوشہ کھڑی ہوئیں اس حالت میں کہ منہ پیٹ تین تہیں یعنی بسبب شدت غم اور اندوہ کے کہ فراق حبیب خدا سے طاری تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور کی وفات شریف کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ زمین میں ہمارے حبیب کے پاس جاؤ اور پہنچ کر اس سے کہ بے اذن کے اونکو پاس نہ جانا اور بے اجازت کی قبض نہ کرنا پس عذرائیل دولت سرا سے رسالت کو باہر اعرافی کی صورت پر کھڑے ہوئے اور کہا السلام علیکم اہل بیت النبوة ومعدن الرسالہ ومختلف الملائکہ اجازت دیتی ہو مجھ کو کہ اندر آؤں رحمت ہو خدا کی تم پر جناب سیدہ بنت رسول اللہ حضور کے سر پر بیٹھیں تمہیں اپنی جوابدہی کہ رسول اللہ اپنی حال میں مشغول ہیں یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے

حاضر ہونا حضرت عذرائیل کا واسطہ حصول اجازت قبض روح پر فوق کے

پہراؤ نہوں نے اذن مانگا وہ ہی جواب پایا تیسری بار پہراؤن مانگا اور آواز بلند کہا یہاں تک
 کہ جس قدر لوگ گھر میں تھے اوس آواز بلند کی ہیبت سے کانپ گئے حضور یوش میں آئے اور
 آنکھیں کھولیں اور پوچھا کیا حال ہے جناب سیدہ نے کیفیت بیان کی فرمایا اسی فاطمہ
 جانتی ہو یہ کون ہے یہ ہی تو زینوالا لدن کا قطع کرنا والا آرزو ن کا اور خواہشوں کا اور
 متفرق کرنا والا جماعتوں کا بیوہ کرنا والا عورتوں کا اور یتیم کرنا والا لڑکوں اور لڑکیوں کا حضرت
 فاطمہ نے جب یہ سنارونے لگے حضور نے فرمایا اے بیٹیا رو نہیں حاملان عشرت سے
 رونے سے رو تے ہیں اور اپنی دوست مبارک سہیلی بی فاطمہ کے چہرہ مبارک سے آنسو پونچھو اور
 دل جوئی کی باتیں کہیں اور بشارتیں دین اور بعض روایات حدیث میں ہے کہ حضور نے
 حضرت سیدہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ تو میرے اہلبیت میں سب سے پہلو محبہ سہیلی اور تو
 سردار ہے جنت کی عورتوں کی اور فرمایا اے پرو دگار میرے صبر دی فاطمہ کو میری
 مفارقت میں جناب سیدہ نے کہا اے اکبرؑ اے فرمایا حضور نے تیرے باپ پر بعد آج کو کچھ بھی
 غم اور اندوہ نہ ہوگا یعنی کرب بسبب تعلق جسمانی کی حالت مرض میں لازمہ شہادت ہے
 وہ قطع ہوا جاتا ہے اور جناب سیدہ سے فرمایا کہ اپنی لڑکوں کو میرے پاس لے آؤ جناب سیدہ
 حسنین علیہما السلام کو حضرت کو سامنے لائیں شاہزادگان والا تبار نے جب ابراہیم کو
 اوس حال میں دیکھا رونے لگا اور اس قدر روئے کہ اونکے رونے سے جس قدر لوگ گھر میں تھے
 سب رونے لگے حضرت سرور عالم نے اونکو پیار کیا اور بوسے لیا اور اونکی ساتھ محبت کرنا
 اور اونکی تعظیم اور احترام کا صحابہ اور تمام امت کو حکم دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ
 حجر شریفہ کے دروازہ پر تھوہ بھی رونے لگے جب آواز اونکے رونے کی حضور کے سمع مبارک میں
 پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو دیے حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ

نے آپ کو اگلے پہلو کل ذنب بخش دیے ہیں آپ کیون روتے ہیں فرمایا میرا گریہ امت پر رحمت
 اور شفقت کی وجہ سے ہے جو کہ آیا بعد میرے اونکا کیا حال ہوگا اللہ اکبر کیا شان امت پروردی ہو
 اور سو وقت خاص میں کہ تجلیات خاص اللہ جلشانہ کی حضور پروردی تھی اور وقت تھا
 وصال خاص کا اور سو وقت بھی کمال رحمت سے ہم گنہگاروں کا خیال پیش نظر تھا افسوس ہے
 ہمارے حالوں پر کہ ایسی نبی کریم اور رسول رحیم کی یاد سے ہم غافل ہیں اللہ صلی وسلم وبارک
 علیہ مروی ہے کہ بعد اوسکو حضرت عائشہ صدیقہ حضور کے آگے گئیں اور عرض کیا
 یا رسول اللہ آنکھیں کہو لیو اور میری طرف دیکھو اور کچھ وصیت فرمائیے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کہو لدین اور فرمایا اے عائشہ میرے پاس آؤ اور
 ارشاد کیا کل جو منی و وصیت کی ہے وہ ہی وصیت ہے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
 حضور کے آگے حاضر ہوئیں اور اسی طرح عرض کیا حضرت نے اونسی بھی وہی فرمایا
 اور تمام ازواج مطہرات سے وصیت فرمائی بعدہ فرمایا میرے بھائی علی کو بلا اوسیدنا علی رضی
 حاضر ہوئے اور سرانے حضور کے بیٹھو اور سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ لیا جناب سرور عالم
 نے فرمایا اے علی فلاں یہودی سے مینو اسقدر روپیہ واسطے تجھیں لشکر اسامہ قرض لیو این
 ضرور اوسکا قرض ادا کروینا اور فرمایا اے علی تو سب سے پہلو حوض کوثر پر مجھ سے ملیگا اور بعد میرے
 مکرو مات تجھ کو پونچین گے دل تنگ نہونا اور صبر کرنا اور جب دیکھنا کہ لوگوں نے دنیا کو
 اختیار کیا تم آخرت کو اختیار کرنا یہ اشارہ ہے اون مکرو مات کی جانب جو عمر خلافت حضرت
 خاتم الخلفا سیدنا علی مرتضیٰ میں پیش آئے رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور
 فرمایا اے علی دوات اور کاغذ لے آؤ تاکہ تمہارے واسطے میں ایک وصیت لکھوں سیدنا
 علی مرتضیٰ خود فرماتے ہیں کہ میں ڈرا ایسا نہو کہ جب تک میں اسباب کتابت جمع کروں جھڑکا

ن وصیت فرماتا ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کو

نارل ہوا نہتہ نیک عذابا سے عذبتا ہوا اور عذابا سے عذبتا ہوا

وہاں جو بادے اور میں دولت وصیت سے محروم رہوں میں نے کہا یا رسول اللہ جو وصیت آپ کو کرنا منظور ہو تو فرماؤ میں میں یاد رکھوں گا فرمایا الصلوٰۃ وصلا مکتبہ ایما نکم یعنی نماز پڑھنا اور مملوکوں کو ساتھ احسان کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ ارشاد کیا اللہ اللہ فیما مکتبہ ایما نکم البسوا ظہورہم و اشبعوا بطونہم و اکسوا یھم القول یعنی ڈرو تم اللہ سے ڈرو تم اللہ سے مملوکوں کے بارہ میں پہاؤاؤ نکو کپڑا اور زہر و اونکو پیٹ اور کلام کرواؤ لسی ساتھ نرمی کے سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ حضور مجھے یہ کلام کر کے تمہارا دل عذاب ہے شریف مجھے پڑاتا تھا پھر حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہوا عورتیں پردہ میں سے بیٹھاقتی کرنے لگیں اور مجھے کہہ ہی اسکا تحمل نہ کر سکتا تھیں حضرت سرور عالم کو اس حال میں دیکھوں میں نے کہا اے عباس مجھ کو سنہما و عباس آئے اور میں اور انہوں نے ملکر جناب سید عالم کو لٹا دیا اور ایک روایت میں ہے حبیب ملک الموت آئے اعرابی کی شکل پر اور اذن مانگا فرمایا کہ دو آوین پس ملک الموت حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک ایہا النبی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے کہہ مکہ دیات بلا آپ کے اذن کے قبض روح پر فتوح نکروں فرمایا اے ملک الموت قبض روح کر یا حبیب تک میرا بھائی جبریلؑ نہ آئے پہنچ جبریلؑ آئے روتے ہوئے حضور نے فرمایا اے دوست جھمکنا ایسا حال میں تمہارا چہرہ جبریلؑ نے عرض کیا بشارت ہو آپ کو میں ایک خبر لایا ہوں اللہ تعالیٰ نے مالک و فرخ کو حکم دیا ہے کہ روح مطہر میرے حبیب کی آسمان پر آتی ہے آتش و فرخ کو بھادے اور جو عین کو حکم دیا کہ اپنے کو آراستہ کرو اور ملا لگو تمہارا وہاں وہاں باند بکھرے ہو کہ روح مطہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آتی ہے اور مجھے کہہ بشارت ہو کہ زمین پر جانور میرے حبیب سے خبر دی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ حرام ہر کل انبیاء اور انکی بیعتوں پر یہ تک کہ تم اور تمہاری امت و مان بچائے اور قیامت کے دن

اتنی شخص تمہاری امت سے بخشو گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے فرمایا سید عالم نے اے ملک الموت آگے آؤ اور جس امر کے مامور ہو اسکو پورا کر دو گویا کہ نبی کریم امت گنہگار کے وعدہ مغفرت ہی کے منتظر تھے وعدہ مغفرت امت سنتی ہی قصد عالم بقا کا فرمایا **شعر**

با خبری از سبقت رحمتی از تو عجائب نبود امتی

قالبض ارواح نے جب اذن پایا روح اطہر کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین میں لیگے اور کہا **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ**

یا رسول اللہ رب العالمین

رفت آن طائوس عرشی سوی عرش چون رسید از تافان شب بوی عرش

اللہم صل وسلم وبارک علیہ جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں آسمان سے آواز دیا
ٹی سنتا تھا کہ فرشتہ کہہ رہا تھا اور نبی بی عایشہؓ مروی ہے کہ جب روح مطہری کریم نے
حبس اقدس سے مفارقت کی ایسی خوشبو مینو اس سے سونگھی جو قبل اسکی ہرگز نہ سونگھی
تھی پس مینو حضور کو چادر اوڑھا دی اور بعض روایت میں ہے کہ ملائکہ نے اوڑھا دی اور ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جب نبی کریم نے وفات کی مینو اپنا ماتہ حضرت کو سینہ اقدس پر
رکھا پس کئی جمعہ گزرے مینو کہنا ناہی کہایا اور وضو بھی کیا بوسے مشک میچے ماتہ سے
نہیں گئی اور بعد وفات جناب سید عالم کے صحت کو ساتھ مروی ہے کہ جناب سیدہ زکریہؓ
وزاری کی اور کہا اے باپ تمہو دعوت حق کو قبول کیا بعد تمہارے وحی اب کس پر نازل
ہوگی جبریل ہم پر کا ہے کو آوین گے اے رب فاطمہ کی روح کو اپنے حبیب کی روح اطہر کے
پاس پونہچا اے اللہ مجھ کو اپنے حبیب کا دیدار نصیب کر اے اللہ مجھ کو اپنے حبیب کو ثواب سے
بے نصیب نہ کرو قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کرنا
اور اس وقت سے حضرت سیدہ کو کسی نے ہنسنے نہ دیکھا ہمیشہ اندوہ میں رہتی تھیں اور رونا

گرتی تھیں اور اس وقت تک قبت الاحزان بقیع شریف میں جناب سیدہ کورد و غم کا یادگار موجود
 ہے کہ اس سے اہل محبت کو دماغ میں بوسے حزن آتی ہے اور مری ہے کہ حضرت صدیقہ
 کریمہ وزاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں افسوس ہے ایسے پیغمبر کا جس نے فقر کو غنا پر اور دشمنی کو
 تو نگری پر اختیار کیا اور حریف ہو اس دین پر در سے کہ ایک رات کو تمام شب امت کے
 گناہوں کو غم اور رنج سے بہتر راحت پر نہ سو یا ہمیشہ ساتھ قدم ثبات کی محاربہ نفس میں قرار گزین
 رہا اور کبھی منہیات کی طرف نظر التفات ہی ہی نہ کیا اور کفار کے ضرر پر نہ پانے سے غبار
 ملال کبھی اس کی قلب روشن پر نہ بیٹھا اور دروازہ احسان اور فضل کا ارباب فقر اور صبا
 حاجت پر نہ بند کیا اور دندان مبارک اس کی دشمن کے پتھر کی ضرب سے شکستہ ہوئے اور پیشانی
 مبارک اس کی عصا بہ جواش و زکار سے باندھی گئی اور شکم اقدس اس کا دور و ز برابر
 نان جوین سے سیر نہیں ہوا چونکہ اہلبیت نبوت و راق جناب رسالت سے بیخود تو یہاں تک کہ ان کو
 اپنے اوپر اختیار نہ رہتا تھا لاکھ اون کی تسکین کی واسطے ادا سے رسم تعزیت کرتے تھے چنانچہ مری ہے
 کہ دولت سرا سے نبوی جواو اس وقت بیت الحزن تھا اور سگوشے سے آواز سنی اور کہنے والا معلوم
 نہوا کہما اوسنی السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت وانما
 توفیٰک اجور کے توفی القیمہ آگاہ ہو ہر مصیبت کی واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس تسلیم ہو
 اور ہر فوت ہو نیوالے کا ایک خلف ہو پس مضبوط ہو خدا پر اور اس کی طرف متوجہ ہو جو جنوع
 نذر اور بے صبر نہوا سو اسطے کہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو کہ
 والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مری ہے کہ ایک مرد اشہب اللہیم اور صبح آئے اور لوگوں سے
 سے گزرے اور روئے بعدہ التفات کیا او نہوں نے صحابہ کی طرف اور کہا اللہ کو پاس
 ہر مصیبت کا بدل اور ہر فوت بشدہ کا عوض اور ہر ہلاک شدہ کا خلف ہی پس اللہ کی طرف

فنازل ہو نا ملائکہ اور حضرت خضر علیہ السلام کا بطریق تعزیت کے

پرو اور اسکو جانب رغبت کرو اور نظر خدا کی بلا کی طرف ہو اور مصیبت زدہ وہ ہی شخص ہے
 جسکی مصیبت کا نقصان صبر سے کامل نکلیا جاوے یہ کہہ کر وہ چلو گئے حضرت صدیق اکبر
 اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ حضرت تہمتہار سے پاس تعزیت کو آئے تو
 اور منقول ہے کہ یاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات جناب سرور کائنات ہو
 بسبب شدت حزن اور غم کے سراسیمہ اور حیران ہو گئے تو عقلیں اونکی جاتی رہی تھیں
 اور ہواس باقی نہ رہی تو بعضوںکی زبانیں بند ہو گئی تھیں قوت کلام کی انتہی چنانچہ حضرت
 عثمان کا ایسا ہے حال تمام روی ہے کہ حضرت عمر اونکی طرف سے نکلا اور اون پر سلام کیا وہ
 نے جواب نہ دیا اور بعض اپنی جگہ پر سکتہ کی صورت سر رہ گئے تو جنبش نہ کر سکتے جناب لایت
 مآب ہی اسی حال میں تھے اور بعض مریض اور لاغر ہو کر در فراق نبوی سرور ہوتے ہوتے
 اس عالم سے گزر گئے اور بعضوں نے دعا کی کہ اللہ ہم کو اندا کر دے ہم سے نہیں ہو سکتا کہ اب
 دوسروں کو دیکھیں اور اسطرح سے فریاد کرتے تھے جیسے حج کنوایے حالت احرام میں لبیک

پکارتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں ابیات

دیدہ فراق تو زیان می بیند	بر چہرہ زخون دل نشان می بیند
بالینہ من ز دیدہ ناخوش نوم	گو بے رخ تو چرا جہان می بیند

اور اکثر صحابہ نے اس حادثہ جانکاہ کے پیش آنے سے غم فراق محبوب خدا میں اشعار
 پر در بطریق مرثیہ کے فرمائے ہیں اور فی الحقیقت یہ وہ غم ہے کہ اسمیں گریہ وزاری
 گزنا اور اس مصیبت پر صبر نہ ہو سکتا بھی باعث نجات اور حصول اجر ہے چنانچہ
 مروی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے برابر کھڑے
 ہوئے اور روئے اور کہا یا رسول اللہ میرے مان باپ تم پر فدا ہوں بالتحقیق جنج

ف حال زار پر ہونا عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم مفارقت میں

نہایت قبیح ہے الا آپ پر اور بے شبہہ صبر جمیل ہے مگر آپ سے یعنی ہر مصیبت پر جزع کرنا برا ہے اور صبر کرنا اچھا ہے لیکن یہ وہ مصیبت ہو کہ جسمین جزع کرنا اور صبر کرنا ہی اچھا ہے اس واسطے کہ یہ سب غلبہ محبت سے ہوتا ہے اور محبت نبی کریم عین ایمان اور مسلمان کی نشانی ہے

جانمن کفر محبت تیرا عین ایمان ہوا اللہ اللہ

اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جبکی رائے موافق وحی اور کتاب کے تھی اس صدمہ جان فرسائے پیش آنے سے اونکی عقلیں اس قدر اختلال ہو گیا تھا کہ فریاد کرتے تھے اور قسم کھاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال نہیں کیا مگر یہودی ہو گئی ہے جیسے موسیٰ کو ہو گئی تھی یعنی وقت تجلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاروق کہتے تھے کہ جناب سرور عالم بسبب وعدہ دیدار کے تشریف لیا جو جیسے موسیٰ تشریف لیا کرتے تھے اور کہتے تھے میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دنیا میں رہیں گے کہ ہاتھ اور زبان سنا فتون کی کٹ جاویں بعض منافقین نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتے وفات نہ کرتے حضرت عمر نے جب یہ سنا تو ارکھینچی اور سجدہ شریف کو دروازہ کھڑے ہوئے اور کہا جو شخص کہو گا کہ پیغمبر خدا نے انتقال کیا اس تلوار میری اور سکود و شکرے کروں گا حضرت فاروق کے فرمانے سے جناب سرور عالم کی وفات میں شبہہ ہو گیا آسمان بیت عمیس نے اپنے ہاتھ سے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان میں دیکھا خاتم نبوت کو نپا یا بلند آواز سے کہا کہ مہر نبوت مرفوع ہو گئی سرور عالم نے انتقال فرمایا اور مروی ہے کہ اس حادثہ کو وقوع کی وقت صدیق اکبر اپنے گھر میں تھے جب اس واقعہ کا حال سنا بجماعت تمام دولت سیرائے نبوت کی طرف روانہ ہوئے راویں روئے جاتی تھیں اور کہتے جاتے تھے واھ لا افسوس پیہ ٹوٹ گئی جب مسجد کے دروازہ پر پہنچے لوگوں کو بشارت

پایا کسی طرف ملتفت نہ ہوئے اور کلام نکلیا اور حضرت صدیقہ کے خجھر مبارک میں آئے
 اور واسے شریف کو چہرہ پر اپنا رخسار پر سے اوٹھایا اور پیشانی اقدس پر بوسہ دیا اور ایک دست
 میں ہے کہ اپنا دہن حضور کے دہن شریف پر رکھا اور خوشبو سے مبارک کو سونگھا اور کہا
 وَأَنْبِيَاءُ بَعْدَهُ سِرَّ اوٹھایا اور روئے اور پر دوسری مرتبہ بوسہ دیا اور کہا وَأَصْفِيَاءُ اوپر
 سِرَّ اوٹھایا اور روئے اور پر بوسہ دیا اور کہا وَأَخْلِيَاءُ میرے مان باپ آپ پر
 فدا ہوں آپ پاکیزہ اور خوشبودار تہو زمانہ حیات میں ہی اور زمانہ وفات میں ہی جمع
 نکرے گا اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو لیکن وہ موت جو آپ کی واسطے لکھی تھی وہ آپ فی
 پائی مراد اس سے یہ ہے کہ سب لوگ قبر میں واسطے سوال کے زندہ کہو جاتے ہیں حضرت
 سرور عالم ہی زندہ ہونگا اور حضور کو قبر شریف میں پر دوسری موت نہوگی آپ کی
 حیات باقی اور مستمر رہے گی اور حضور نے خود ہی فرمایا ہے کہ میں گرامی تر ہوں اپنے
 رب کو نزدیک کہ چوڑے مجھ کو قبر میں چالیس روز بعدہ صدیق اکبر نے عرض کیا کہ
 آپ اوس سیرت میں جو آپ کا وصف کرتے ہیں اور آپ اوس سے بالاتر ہیں کہ آپ
 روین اگر ہم کو اختیار نہوتا تو اپنے نفس کو آپ پر فدا کرتے ہم اور اگر آپ میت پر فدا
 ممانعت نفرما چکے ہوتے تو اس قدر روٹا نہیں کہ آنکھوں سے چشم جاری ہوتے اور اللہ انہو
 حبیب کو ہمارا سلام پہنچا اور یا رسول اللہ ہم کو اپنے رب کے پاس یاد کرنا بعدہ حضرت
 صدیق گھر سے باہر آئے دیکھا حضرت فاروق کو اوس حال میں چند بار گھما اس کے عمر
 بیٹھہ جاؤ وہ نہ بیٹھیں پس کہا صدیق اکبر نے اے لوگوں واقف ہو خدا کے رسول نے
 انتقال کیا تم نہ نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے حبیب کے خطاب میں
 فرمایا ہے إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ اور فرمایا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرِ مِنْ قَبْلِكَ الْخَالِدِينَ

آفان میت فہم الخالدون پہر خباب سرور عالم کے منبر شریف پر چڑھے لوگوں نے حضرت
 عمر کو چوڑیا اور صدیق اکبر کی طرف رجوع ہوئے حضرت صدیق نے خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی
 حمد اور ثنائی اور درود پڑھا نبی کریم پر اور کہا جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتے تھے انھیں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور جو خدا تعالیٰ کی پرستش کرتے تھے وہ تحقیق وہ ایسا
 زندہ ہے کہ ہرگز نہ مرے گا اور آریہ کریمہ وَمَا تَحْمِلُ الْاَوَّلَادُ رَسُوْلًا اَخْرَجَ تَاكَا اور آریہ شریف اِنَّكَ مَعِيَتْ
وَاَنْتَ مَعِيَتْ کا کوٹھڑا لوگوں نے ان آیتوں کو یاد کر لیا اور سمجھ کر آج یہ آیتیں نازل ہوئی
 اور حضرت عمر فرماتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی گویا میں یہ آیتیں سنی ہی نہ تھیں جب ابو بکر سے
 اونکو سنا جسم میرا کانپوں گا اور میں گر پڑا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ گویا ہمارے اوپر
 ایک پردہ تھا کہ ابو بکر کے خطبہ پڑھنے سے سوا ٹھہا دیا گیا پس اہل مدینہ اور اصحاب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ حضور نے انتقال فرمایا سب کہنے لگے اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اور
 بعد صدیق اکبر کے حضرت فاروق نے بھی خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگوں میں جو بکلام کیا تھا
 درحقیقت وہ نہیں ہے جو میں نے کہا تھا نہ میں پاتا ہوں میں اسکو اللہ کی کتاب میں ملے اور اللہ
 کے رسول کے عہد میں لیکن میں اسیدر کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں
 اور ہمارے کاروبار کی تدبیر کریں اور بعد ازاں ہمارے انتقال فرما دیں پس اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا
 رسول کو واسطے وہ جو اسکو نزدیک تھا نہ وہ جو ہمارے نزدیک تھا اور یہ اللہ کی کتاب ہے
 اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکو ہدایت کی ہے اپنی رسول کو پس پکڑو اسکو یعنی کتاب کو
 موافق عمل کرو تاکہ راہ راست پاؤ جیسا کہ ہدایت کی گئی ساتھ اسکو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اور مروی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعد خطبہ کا ہدایت رسالت رسول اللہ
 تعالیٰ علیہم اجمعین سے طریق تعزیت ادا کیا اور تسکین اور تسلی اونکی فرمائی اور کہا

و تَجْمِیْرُ اَوَّلِ الْکُفْرِ وَ تَحْمِیْرُ سَبْعِ الْمَیْمَنِ

غسل اور تجنیز اور تکفین سید عالم کی آپ لوگوں سے متعلق ہے آپ اس کام کو انجام
 دین اور یہی وصیت تھی جناب رسالت کی چنانچہ حضرت عباسؓ اور سیدنا علیؓ رضی
 وغیرہ اس کام میں مشغول ہوئے اور اختلاف ہوا اس میں کہ آیا حضور کا ملبوس شریف
 اوتار لیں جیسو اور اموات کا اوتار لیا جاتا ہے یا ملبوس شریف ہی میں غسل دین ناگاہ
 ایک غفلت سب حاضرین پر طاری ہو گئی اور اسی حال میں گھر کے ایک گوشہ سے
 آواز آئی کہ خدا کے رسولؐ کو اسی پیر میں غسل دو جب حضرت عباسؓ نے ارادہ
 غسل کا کیا چارزانو ہو بیٹھو اور سیدنا علیؓ رضی کو بھی چارزانو بیٹھایا تاکہ جناب سید عالمؐ کو
 اپنی گود میں بیٹھا دین پیر اور سوقت نہ دہوئی کہ حضور کو چیت لٹا دو اور غسل دو پس لٹایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ رضی نے اور جناب
 ولایت مآبؑ نے لگو اور حضور کو اپنی سینہ پر لے لیا اور کپڑا لٹا دیا پیر پیر کے
 پیر ابن شریف میں کیا اور اسامہ ابن زید اور صالح حبشی مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پیر ابن شریف پر پانی ڈالتے تھے اور فضل ابن عباسؓ پیر ابن شریف کو جس طرح
 اٹھائے ہوئے تھے تاکہ جناب رضوی بہ آسانی جسم اٹھ کر دھوئیں اور حضرت عباسؓ
 اور قسم ابن عباسؓ جناب ولایت مآبؑ کی اعانت کرتے تھے حضور کو ایک جانب سر دوسری
 جانب پیر نے میں اور غیب سر بھی اس کام میں اعانت ہوتی تھی چنانچہ ایسا معلوم
 ہوتا تھا کہ جناب سید عالمؐ خود ایک ماتہ سر دوسرے ماتہ کی طرف پھرتے ہیں اور غیب
 آواز نہایت لطیف آتی تھی کہ نہ والا کہتا تھا کہ رسول اللہؐ کے ساتھ رفیق کرو اور جیسو
 لٹا اموات کے جسموں سے میل وغیرہ نکلتا ہے حضور کے جسم لطیف سر کی چھپہ نہیں نکلا
 جناب رضوی نے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا ہوں کیا پاک اور خوشبودار میں آپ

حیات میں اور ممات میں اور تین بار حضور کے جسم اطہر کو دھویا آب خالص اور آب برگ کنگار اور آب کا فور سے اور روایت ہے کہ وقت غسل شریف کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہون کے نیچے اور مقام ناف پر پانی جمع ہوا تھا جناب ولایت مآب نے اس کو اپنی زبان سے چاٹ لیا اور فرمایا ہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ اسید و جہہ سی ہی محبوبہ کو علم بہت بڑا اور وقت حفظ الغرض بعد غسل کے تین سفید جامہ سہونی سے کہ او سپین قمیص اور عمامہ تھامسید ٹوئین کو کفن دیا اور ایک روایت میں ہے کہ کفن شریف میں دو جامہ سفید اور ایک بڑی پانی تھی اور مشک اور حنوط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن شریف اور اون اعضائے لطیف پر جو سجدہ میں زمین پر لگتی ہیں چھڑکا اور کہتے ہیں کہ اس حنوط کو جبریل علیہ السلام جنت سے لائے تھے بعد حضور کو سر پر لٹا دیا اور موافق حضور کی وصیت کہ گہر میں نہ دیا اور سب بابر نکل آئے سیدنا علی رضی فرماتے ہیں کہ دو شنبہ کو حضور نے وفات فرمائی شنبہ کو مہر سنا کہ ایک ہاتھ آسمان سے ندا کرتا ہے اے گروہ اہل اسلام آؤ اور اپنے پیغمبر پر نماز پڑھو پس اپنی ترتیب سے جو خیر ابن مسعود میں بیان ہو چکا ہے گروہ گروہ مسلمانوں کو آتی تھی اور ہر ایک علیہ السلام نماز پڑھتے تھے جناب مرتضوی نے کہا کہ کوئی شخص امامت تکمر حضور کی نماز میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے امام ہیں حالت حیات میں ہی اور حالت ممات میں ہی ایسا خاص خصائص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور انبیاء سے دفن شریف میں تاخیر ہوئی اور مروی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ جنازہ اقدس کو نہانے لڑے ہوئے اور کہا اے پیغمبر گرامی اور اے دین پرور نامی خدا کا سلام اور رحمت آپ پر جو اے اللہ تم کو اہی و بیہی میں کہ جو کچھ آنحضرت پر نازل ہوا وہ سب اونہوں نے ہم کو پہنچا دیا اور جو شرط نصیحت تھی امت کو ساتھ ادا کی اور راہ خدا میں جہاد کیا یہ مانگ

۱ غالب کر دیا اللہ تعالیٰ نے اپنی دین کو اسے اللہ جو کچھ میرے رسول پر نازل ہوا ہی ہم کو
 اوسکی پیروی میں سے کر دی اور جمع کر ہم کو اور اپنی حبیب کو قیامت کو دن لوگوں کو امین کیا
 اور اختلاف کیا صحابہ نے کہ حضور کو مسجد میں یا مکان میں یا مقبرہ بقیع میں دفن کریں
 صدیق اکبر نے کہا سنا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پیغمبر دفن کیا جاوے
 مگر اوسی جگہ کہ جہان اوسکا قبض روح ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی
 نے کہا کہ تمام روئے زمین میں کوئی بقعہ اوس جگہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک گرامی
 نہیں ہے کہ جہان اوسکی رسول کی روح پر فتوح کو قبض کیا ہے پس پچھونا حضور کا اوٹھا کر اوسی جگہ قبر
 گود دی گئی اور شب چہار شنبہ کو آدھی رات گئی یا وقت سحر کے اوس امانت عظمیٰ کو پرہیز
 میں چھپا دیا اور قبر شریف کو زمین سے بالشت بہراونچا ماہی پشت کہ صورت پر بنایا اور پانی
 اوسپر چھڑکا بعد فراغت کو سب لوگ جناب سیدہ کے استانہ مبارک پر حاضر ہوئے اور تعزیت
 کی جناب سیدہ نے پوچھا رسول اللہ کو دفن کر دیا سب نے عرض کیا ناں فرمایا حضرت سیدہ
 گئیوں کہ تمہارے دلوں نے گوارا کیا کہ اوس آفتاب ہدایت کو پرہیز خاک میں چھپایا آخر
 آپ نبی رحمت نہ تھی صحابہ نے جواب دیا اے بنت رسول اللہ ہم کو کب یہ امر گوارا تھا
 ہم لوگ اس سے اندوہناک تھے لیکن خدا کے حکم سے کیا چارہ الغرض تمام صحابہ اور اہلبیت
 اس غم سے دردناک تھے کوئی فراق نبوی میں یہ مضمون ادا کرتا تھا

گر بقدر سوزش دل چشم من بگریستو	بر دل من جہلمرغان چمن بگریستو
صد ہزاران دیدہ بایستہ دل ریش مرا	تا بہر یک خوشیستن بر خویشیستن بگریستو
دیدہ ہائے سخت من بیدار بایستہ کنون	تا بدیدہ حال من ہر حال من بگریستو
انچہ از من گم شد گرازیلیمان گمشدی	بر سلیمان آہم پری ہم اہرمن بگریستو

کاشکو بودی مرا بر موئے ہر بن دیدہ
تا برین چشم و چراغ انجمن بگریستہ

اور کوئی حبیب خدا کی جدائی میں اس طرح سرگرم آہ و نالہ تھا

تو بہار میں گجاشدان گل سیراب کو	میتوان دیدن نچوالبش اور ریاضا خواب کو
و شب تار یکہم ہجران رہنمی یا یہم باز	روئے منظر کس کہ ہم شمع است و ہم مہتاب کو
خستہ گانہ امیرم و یاران غم گین رافرج	عاشقانہ ابو یوسف و تشنگانہ آب کو
گر نگریم و رنجندم ہیچ از کارم نکن	گریہ را صد و چہ ارم نہ دور اسباب کو

انس ابن مالک فرماتا ہے کہ کوئی دن مدینہ کا بہتر اور نورانی نہ پایا وہ اس دن نہ تھا کہ عیلم جس روز وہاں تشریف لائے تھے اور کوئی دن ظلماتی اور تنگ تر اس دن نہ تھا کہ اوس اکتاب ہدایت فرماوے روز پرہ گیا صاحب روضہ نے لکھا ہے کہ بعض صحابہ مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا باہر چلے گئے اور ایک جماعت صحابہ نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی اور حضور کے قبر شریف کی زیارت سے دلون کو تسکین دیتی تھی اور جو پسند کرتے تھے اور اگر کوئی درد دل پیدا ہوتا تھا تو اوس طبیب باطن کے حضور میں پیش کرتے تھے یعنی قبر شریف کو مقابل کھڑی ہو کر عرض حال کرتے تھے بعض ظاہر کے کانوں سے اور بعض گوش دل سے جواب سنتے تھے اور قبر شریف میں نہایت درجہ کی صفا اور منتہا مرتبہ کا نور اور ضیا تھا جس شخص کو کہ وہ عالم کو گہی نہ دیکھتا تھا جب قبر پر انوار کو دیکھتا تھا گواہی دیتا تھا کہ اس قبر شریف کا صاحب پیغمبر خدا ہے چنانچہ منقول ہے کہ ایک اعرابی کا فرضو کے مزار رحمت نشا پر حاضر ہوا اور قبر شریف کو دیکھا بے اختیار کہنو لگا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ لوگوں نے اوس سے پوچھا کہ تو نے کیونکر جانا کہ یہ پیغمبر خدا ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور سن کر قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس قبر شریف کو کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ جانتا تھا کہ صاحب اس کا کون ہے

بیان اول آیات کلا بعد از ذکر شریف کو مزار پر انوار سے ظاہر ہو رہا ہے

لیکن خدا نے میرے دل میں الہام کیا اور اشعار پڑھے ترجمہ اونکا یہ ہے گزرا میں طرف
 قبر شریف نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کلام کیا محبوبہ صی حالانکہ قبر کلام نہیں کرتی ہی
 اور قبر کے ساتھ آنا نبوت قائم ہیں مایل ہوتے ہیں اوسمین قلب کل مسلمانوں کو اور رہنے
 اگرچہ نہیں عود کیا اسے سزا خالق کے آپ سے پس آپ کی قبر نے بیان کر دیا تہہ کو کہ دسین
 ایک مکرم ہو اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مرموی ہے کہ فرمایا ہے اونہوں نے کہ حضور کے
 دفن شریف کی قبر دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور انہی تین اوسنہ جناب سرور عالم کی قبر
 مبارک پر ڈال دیا اور اس خاک پاک سے ایک ٹھکی خاک اوٹھالی اور انہی سے سر ڈالی بعدہ کہا
 یا رسول اللہ آپ دفن فرمایا اوسینہ سنا اور انہی سے اللہ تعالیٰ سے لیا اور ہمیں آپ سے پایا اور جو چہ
 کہ آپ پر نازل ہوا یعنی قرآن مجید اوسمین یہ ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ
 فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا میں نے اپنے نفس میں ظلم
 کیا ہے اور آلودہ گناہ آپ کو پاس حاضر ہوں تاکہ میرے واسطے مغفرت مانگیں اور طلب آفرین
 لیجیے پس قبر شریف سے تین مرتبہ آواز آئی کہ تجھ کو بخش دیا اور شیخ محمد بن عبد اللہ عینی کا کابر
 مفسرین سے ہیں اونہوں نے کہا ہے کہ میں جناب رحمت عالم کی قبر شریف کی پاس
 بیٹھا تھا اعرابی آیا اور حضور جناب رسالت میں اوسنہ سلام عرض کیا اور کہا

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ عَظْمُهُ	قَطَابٌ مِنْ طَيْبِ هِنِّ الْقَاعِ وَالْأَكْمَرُ
نَفْسِي فِدَا لِقَبْرِ أَنْتَ سَائِكُنَا	فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجَوُّ وَالْكَرَمُ

اور کہا ہے اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا ارشاد حق ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ
 فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا میں نے اپنے
 نفس میں ظلم کیا ہے یعنی گنہگار ہوں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور آپ سے

عرض کرتا ہوں یا رسول اللہ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مغفرت مانگمیں راوی کہ توبہ
 زمین زیارت کر کے پہرا اور سو گیا واقعہ میں دیکھا میں نے کہ ارشاد ہوا اے عینی اوس
 اعرابی سے جا کر مل اور خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو بخش دیا پس میں جاگا
 اور اوس اعرابی کے پیچہ گیا اور اوسکو خوشخبری دی بعد ان روایات کو صاحب وضہ نے
 فرمایا ہے آگاہ ہو کہ زیارت قبر شریف کی اعظم قربات اور اجل طاعات سر ہے تمام علما
 اسکو قائل ہیں کہ زیارت قبر شریف سنت مندوب اور فضیلت مرغوب ہے اور بعض علما
 اوسکو وجوب کے قابل ہیں بدلیل اس حدیث کے کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حبشہ نہ زیارت کی میری قبر کی البتہ مجھ پر ظلم کیا ارشاد کیا ہے حضور نے جسکو
 میری امت میں سے وسعت ہوئے اور پہرا و سنی میری زیارت نہ کی پس اوسکے
 واسطے کوئی عذر نہیں ہے اور حضور کی قبر شریف کی زیارت میں فضیلت اور ثواب
 بہت بڑا ہے مروی ہے فرمایا ہے نبی کریم نے حبشہ بعد میرے میری قبر کی زیارت کی
 اسطرح کہ جسکو حیات میں دیکھا اور آخر حدیث خالی ضعف سے نہیں ہے سرت قننا

اللہ تعالیٰ زیارت قبرہ واقبر نایب لہ

پیام در فہمیدل باقتاب سان

صبا سحیت شو قم با تنجنا بسان

نہیں ہو سق سلام من خراب سان

در ان مقام کہ آرام گا بہ حضرت اوست



احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال علماء صوفیہ ظاہر
 ہے کہ جناب سید عالم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حسب طرح حیات ظاہری میں ہمارے معین اور
 مددگار تہو وہی شان حضور کی ہے ہی قائم ہر اہل حاجت کی عرض کو سنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ
 سے اوسکو واسطے دعا فرماتی ہیں اہم اللہ تعالیٰ دعا اپنی حبیب کی مقبول کرتا ہے اور برکت دعا

اور توجہ جناب نبوت کی مدعا حاصل ہوتا ہے درمیانے رحمت محمدی امت پر کملی ہیں اور بحیر
 رافت نبوی ولیساہی جوش پر ہے دست فیض حضور کا کشادہ ہے او دہر سرفیض کے
 پونچا نہیں اور توجہ کے دینوں کمی نہیں ہے مگر صد حیف کہ ہم کو مانگنا نہیں آتا ہے اگر ہم اور
 سحر کرم اور محیط رحمت سے سائل ہوں تو حضور کی شان سے ہر کہہ ہی کسی سائل کو سوال کو
 آپ نور نہیں فرمایا ہمارے سوال کو بھی رد نہ کریں اور ضرور ہم ہی جناب رسالت سے فیض
 ہوں اور طریقہ جناب سید عالم کی طرف متوجہ ہونیکا اور حضور کو اپنی طرف متوجہ نہ کیا یہ ہے
 ظاہر اور باطنا اطاعت کر کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور محبت آپ کی دل میں پیدا کر
 اس مرتبہ پر کہ سب کی محبت پر غالب ہو جاوے اور محبت کرے آپ کو کل منتسبات سے اور انکی
 تعظیم کرے اور ہمیشہ حضور دل کے ساتھ آپ کا ذکر کرے اور درود پڑھے آپ پر اور تصور آپ کا
 دل میں قائم کرے چنانچہ شیخ زاد ارج میں وصل تعلیم معنوی میں فرمایا ہے خواہ وہ اس کا
 یہ ہو کہ اگر تو نے کسی وقت خواب میں صورت نہیائی نبوی کو دیکھا ہو تو اس صورت شریف
 کو اسکی صفات کو ساتھ اپنی آئینہ تصور میں حاضر کر اور یاد کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اور درود بھیج آپ پر اور وقت ذکر کو ایسا ہو جاوے کہ جناب سید عالم حالت حیات میں تیرے
 سامنے تشریف فرما ہیں اور تو آپ کو دیکھتا ہے اور جان لو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں تیرے کلام کو اسواسطے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ساتھ متصف ہیں
 اور صفات باری تعالیٰ سے ہر کہ وہ جلیس ہے اپنی ذکر کرے والوں کا جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے اَقْنَأُ
 جَلِیسَ مَنْ ذَكَرَنِي مِنْ جَلِیسِیْنَ اَوْ سَكَرَ اَوْ مَجْجَبَ کَوَیْدُکَ تَاہُوْا وَ جَنَابَ سَیِّدِ عَالَمٍ کَوَاسِ صِفَتِ سَکَرِ
 نَصِیبِ وَاَفَرِیْغِیْ حُضُورِیْنَ اِسْ صِفَتِ کَاظِمِ وِیْوَاوِ اَکْرِیْمِ اَمْرِ تَحْصِیْرِیْ نَہِیْنَ ہُو سَکُنَاہُوْا وِیْ
 تُوْنِ حُضُورِیْ قَبْرِ شَرِیْفِیْ کِی زِیَارَتِ کِی ہُو اَوْرِہُ فُضْلِہُ قُدُسِ کَا نَیْمَا ہُو تَوَاوِسْکُوْا بِہِیْ نَہِیْنَ جَلِیْسِ

میسوقت آپ کو یاد کر اور آنحضرت پر درود بھیج اور اسطرح ہو جا جیسے حضور کی قبر شریف کو پاس
گھڑا ہے اجلال اور تعظیم کے ساتھ یہاں تک کہ مشاہدہ کرے تو جناب سرور عالم کی رونمائی
کو کملا ہوا اور اگر قبر شریف کی بھی زیارت نہیں کی ہے اور روضہ پر انوار کو بھی نہیں دیکھا ہے
ہمیشہ صلوٰۃ اور سلام نبی کریم کی حضور میں عرض کر اور تصور کر کہ حضرت رحمت عالم سنتر ہیں
سیرتی صلوٰۃ اور سلام کو اور اس میں اپنی سمیت کو جمع رکھو اور بادبہ یہاں تک کہ پہونچ
تیرے صلوٰۃ حضور قلب کی حالت میں جناب رسالت کو پاس اور جمع سمیت کو بہت بڑا
اثر ہے اور شرم اس سے کہ ذکر کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ پر درود پڑھے اور
دوسری طرف مشغول ہو اس واسطے کہ صلوٰۃ بے حضور قلب کی مثل حسیم بے روح کے ہے
اور جو عمل نیک ساتھ حضور قلب کی ہو گا وہ زندہ ہو اور جو غفلت سے ہو گا وہ مردہ ہو اس جو جہت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمل نیت ہی سے ہے اللھم انا منت بھد
لہ تہ فلاحہ منافی الدارین رؤیتہ واستعملنا بسنتہ وتوقنا علی ملتہ واحشرنا تحت
لوآئہ واجعلناہ رفقاءہ واسقنا بکاسہ وانفعنا بحببہ اللھم اجمع بیننا ونبینہ
ولا تفق بیننا وبعیدنا امین یا رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ وخلیلہ
وحبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اللھم صل وسلم وبارک علیہ

اللہ اعلم

خاتمہ الطبع الحمد للہ علی احسانہ کہ رسالہ تیسرے ذمہ مسلمی بہ منبع الاحزان فی ذکر
وفات نبی آخر الزمان کہ تتمہ ہر مجموعہ مجمع الحسنات فی ذکر اشرف الکائنات کا ماہ
سفر المظفر ۱۳۴۲ھ ہجری میں تمام ہوا غفار الذنوب ستار العیوب ببرکت اس فی خیر کے کاتب اور
طبعی اور سامع اور اہل مطبع کا انجام بخیر کے ائمہ محمدی میں حشر فرمائے

اعلان واجب البیان

واسطے اطلاع خاص و عام کے فہرست کتب جنکا حق تالیف محفوظ ہے اور مطبع
نامی لکھنؤ میں اکثر مرتبہ بعد ازیں طبع ہو کے شائقین کی خدمت میں عند الطلب
مطبع سے ارسال ہوتی ہیں درج ہیں قیمت عند دریافت بحیثیت تعداد خریداری فرض کی جاوے گی۔

نقش سلیمانی	حجرات سلیمانی	تغویذ سلیمانی	بیاض سلیمانی	باقیات الصالحات	اندھال
بحر طاسم	دریای طاسم	عجاز عیسوی	آفتاب نجوم	علاج الفولبارو	خلاصۃ الامراض
بوستان منہج	گلستان منہج	تحفہ سیدی	تحفہ حمیات قانون	ہنس جوہر	دیوان عالم
دیوان صبا	دیوان حضرت علی	مفردات نامری	تعلیم حبیبی	تقریب التجوید	نامر العاشقین
خیر الاذکار فی ذکر	نور الانوار فی ذکر	نجم الہدی فی ذکر	مہربان نظام فی	سفینۃ النجات	کل الامراض فی
سید الاخیار	سید الابرار	سید الوردے	وکر سید الانام	فی ذکر سید الوجود	فکر فی الاختار
شمس الہدی فی ذکر	نور العینین فی	مصدر الخیرات فی	معدن البرکات فی	حل العینین فی	سکینۃ القلوب فی
خیر الوردے	ذکر رسول التعلیم	ذکر سید الکائنات	ذکر صبا الینات	حوالی سید الکونین	ذکر المحبوب
منہج الاحزان فی	تقویۃ القلوب فی	فضای چستان	مجموعہ خطب علمی	نقل محفل	نقل مجلس
ذکر وفات نبی اکبر الزما	تذکرۃ المحبوب				
میلاد شریف خلق	مجلس کباریون	فضائل چاریار	اندھال کلان	شمس	کل البصر
مجموعہ وظائف	طاسم الفت	تزیات اکر	طاسمات عجائب	تزکیۃ القلوب	مختصری وظائف

سوائے انکو اور بھی ہر قسم کی کتابیں مطبع میں موجود ہیں اور ہر قسم کا کام مطبع میں طبع ہوتا ہے نثر و نثر و غیرہ
صاحب فرمائش کو خط کتابت سے دریافت ہو سکتا ہے اور جس قسم کا مال ساخت لکھنؤ یا دہلی یا کھنڈ
ویمپی و دھاکہ و جالگام وغیرہ کی ضرورت ہو وہ بھی مطبع سے روانہ کیا جاسکتا ہے
السید قطب الدین احمد عفا عنہ مالک مطبع نامی لکھنؤ کٹرہ البو تراب خان

اعلان

اس سال برکت آو ان میں یہ مجموعہ لاجواب خیرینہ برکت
 مجمع الحسنات فی ذکر اشرف الکائنات جسے عالیجناب مولوی
 حافظ حاجی غلام محمد باویلی علیہ السلام صاحب نے کتب معتبرہ کا
 انتخاب کر کے لکھا ہے روایات صحیحہ کو اس مجموعہ میں
 جمع کیا ہے پہلی تاریخ ماہ مبارک ربیع الاول سے
 بارہ ہویں تک کیواسطے ایک ایک رسالہ علیحدہ میلاد
 کا کیسی خوبی سے تحریر فرمایا ہے اور تیرہویں سالہ
 میں حال پر ملاں وفات خلاصہ کائنات لکھا گیا ہے
 بفضلہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے طبع ہوئے اب سالہ سیر و ہم
 ہی جسکا نام منبع الاحزان فی ذکوفات بنی آخر الزمان
 ہے مطبع نامی لکھنؤ میں بعد اخذ حق تالیف وصحت مصنف ماہ ربیع الاول
 ۱۳۲۰ء میں طبع ہو گیا ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مطبع قصیدہ طبع
 نفرمائیں راقم سے طلب کر لیں
 العبد قطب الدین احمد عفا عنہ مالک